REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہِ الکریم ٭ وعلیٰ عبدہِ المسیح الموعود

REGD. NO. P.67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱

شمارہ — ۲۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۸ جمادی الاُخریٰ ۱۳۹۲ ہجری — ۲۰ وفاء ۱۳۵۱ ہجری شمسی — ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ عیسوی

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۸ وفاء (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق لنڈن کی معرفت اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ۔ حضور ان دنوں ایبٹ آباد میں تشریف فرما ہیں۔ احباب التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۸ وفاء (جولائی) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال تربیتی دورہ پر ہیں اور بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آنمحترم مورخہ ۱۲ وفاء کو بخیریت حیدرآباد پہنچ گئے ہیں۔ اس ماہ کے آخر میں آپ کی واپسی متوقع ہے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں آپ کا حافظ وناصر رہے آمین۔

★ — حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ چند روز بارانِ رحمت کے بعد اب پھر قادیان اور اس کے مضافات میں گرمی کی شدت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل فرمادے اور اس شدت کو دُور کردے آمین۔

جماعتِ احمدیہ ماریشس کے زیرِ اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد

جناب گورنر جنرل صاحب ماریشس اور دیگر معززینِ ملک کی شرکت

ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات میں جلسہ کی خبر کی وسیع اشاعت

(از مکرم محمد اسلم صاحب قریشی شاہد انچارج مشن ماریشس)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال جماعت احمدیہ ماریشس کا شاندار جلسہ سیرۃ النبیؐ مورخہ ۵ رمئی ۱۹۷۲ء کو پورے اہتمام کے ساتھ منعقد کیا گیا۔ مختلف چھوٹی جماعتوں کے جلسے ۲۷ راپریل سے شروع ہوچکے تھے جن کے اختتام پر ساری جماعت کے ایک مشترکہ پبلک جلسے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس غرض کے لئے روز ہل میونسپلٹی کا پبلک ہال "پلازا" حاصل کیا گیا۔ جلسہ کیلئے خوب پبلسٹی کی گئی۔ چنانچہ اخبارات میں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر متعدد مرتبہ جلسہ کی خبر شائع اور نشر کی گئی معززین ملک کے نام دعوتی کارڈ جاری کئے گئے۔ احباب جماعت کو شمولیت کی تحریک کی خاطر جماعتوں کے جملہ سیرۃ النبیؐ کے جلسوں میں خاکسار اور برادرم صدیق احمد صاحب منور نے شرکت کی اور تاکید کے ساتھ سب دوستوں کو اس اہم جماعتی پروگرام میں شامل ہونے کی اپیل کی۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے جناب گورنر جنرل صاحب ماریشس سر آرتھر لیونارڈ ولیمز کی خدمت میں درخواست کی گئی تو انہوں نے بخوشی اس میں شامل ہونا منظور فرمایا۔ اسی طرح اس مبارک موقعہ پر مختلف مذاہب کے احباب سے رابطہ قائم کیا گیا۔ غیر مسلم دوستوں میں سے جناب جے این رائے ایم۔اے۔ایل۔ایل بی نے جو بہت عالم دوست ہیں اس مقدس موقع پر اظہارِ خیال کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

جلسہ کے انعقاد سے قبل خدام نے ہال کو تبلیغی قطعات اور قومی جھنڈے سے خوب آراستہ کیا۔ اسٹیج کے اُوپر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور اس کے انگریزی ترجمے پر مشتمل ایک قطعہ آویزاں تھا۔ اور ہال کے دونوں طرف دیگر قطعات آویزاں تھے۔ عین وقت پر معزز مقررین اور جناب گورنر جنرل صاحب تشریف لے آئے۔ خاکسار اور جماعت کے عہدیداران نے معزز مہمانوں کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب بھائی بداللہ بھنو صاحب شروع ہوئی ابتداء میں صدر جلسہ نے چند منٹ میں سیرت النبیؐ کے جلسوں کی غرض وغایت اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ اور جملہ مہمانوں کو خوش آمدید کہا بعدازاں جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مکرم بھائی حسن رمضان صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی بعدہٗ صدر صاحب کی درخواست پر انور خان صاحب اسٹیج پر تشریف لائے اور سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر اپنی ٹھوس علمی تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ واحد پیغمبر ہیں جن کے حالات زندگی تفصیل کے ساتھ تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اور انسان ہر عمر اور ہر شعبۂ زندگی میں آپ سے کامل راہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔ آپ نے سوشل زندگی میں حضورؐ کے اُسوۂ حسنہ کو خاص طور پر اُجاگر کیا۔

آپ کے بعد خاکسار نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وصال تک حضورؐ کے حالاتِ زندگی پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن جوانی اور بڑھاپا کیسا بے داغ، پاکیزہ اور قابلِ صد تقلید تھا اور زندگی کے مختلف اَدوار میں کس طرح حضورؐ کے عادات وشمائل۔ اخلاق و اوصاف یکساں رنگ میں بنی نوع انسان کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئے۔ اور جن لوگوں نے آپؐ سے فیض حاصل کیا، کیسا شاندار رُوحانی اِنقلاب اُن کے اندر پیدا ہوا۔ تقریر کے دوسرے حصّے میں خاکسار نے حضورؐ کے اخلاقِ فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے خطبۂ حجۃ الوداع میں بیان فرمودہ امن کے چارٹر کا خاص طور پر ذکر کیا جس میں حضورؐ نے ہر انسان کے جان، مال، آبرو کو احترام بخشا اور بنی نوع انسان میں لازوال مساوات کی بنیاد رکھی۔ آخر میں خاکسار نے حضرت نبی اکرمؐ کی رُوحانی ابدی زندگی کے ثبوت میں اور آپ کے فیضان کے جاری وساری ہونے کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود کو پُرزور رنگ میں پیش کیا۔ اور بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن آج بھی جماعت احمدیہ کے ذریعہ تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اور اس کے افراد محبت، اعلیٰ اخلاق اور تلقین و نصیحت کے ذریعہ سے مخلوق کو اس کے خالق کی طرف لا رہے ہیں۔

خاکسار کے بعد دو اطفال عزیزان مبشر ڈومن اور مختار جواہر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

کے چند پاکیزہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائے۔

خاکسار کے بعد جناب جے۔ این رائے صاحب ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی نے تقریر شروع کی۔ آپ نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کی ان کوششوں کو بیحد سراہا۔ جو وہ مختلف مذاہب کے پیرووُں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے سلسلہ میں انجام دے رہی ہے۔ اور جس کے ذریعہ مختلف طبقوں کے لوگ ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سُن کر آپس میں قریب ہوتے ہیں۔ اور افہام وتفہیم کی عمدہ فضا پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ گو اس سلسلہ کی ابتداء ابھی چھوٹی ہے مگر میری تمنا ہے کہ یہ جذبۂ خیرسگالی تمام جزیرے پر محیط ہوجائے۔ بعدہٗ انہوں نے حضورؐ پیغمبر اسلام کی تعلیمات اور آپؐ کے اُسوۂ کامل کا ذکر کرتے ہوئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین وعقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے مذہب کو

(باقی دیکھئے ص۱۱)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

قسط اوّل

احیاءِ اُمّتِ مسلمہ کیونکر مقدّر ہے؟

ع آنکہ خود راہ گم کردہ است کرا رہبری کند

از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمدؑ

—(۱)—

قائدینِ ملّتِ اسلامیہ طویل زمانہ سے مسلمانوں کو بتا رہے تھے کہ امام مہدی اور حضرت عیسےٰؑ نزول فرمائیں گے۔ جو مسلمانوں کے لئے دینی و دنیوی فلاح کا موجب ہوں گے۔ اور اس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیاں تھی۔ جن کو ائمۂ اسلام تواتر کے ساتھ قبول کرتے آئے تھے۔

(الف) حضرت مہدی کی تصدیق کے لئے ایک ہی ماہ رمضان میں معیّن تاریخوں میں کسوف وخسوف ہونا۔ (دارقطنی ص۱۸۸)

(ب) ینزل عیسٰی ابن مریم مُصدّقًا بمُحمّدٍ علیٰ ملّتہٖ اِمامًا مَھدیا (طبرانی) کہ عیسٰی ابن مریم نازل ہوں گے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مُصدّق ہوں گے اور حضورؐ کی ملّت پر قائم ہوں گے اور امام مہدی ہوں گے۔

(ج)۔ یوشک من عاش منکم اَن یلقیٰ عیسی ابن مریم اِمامًا مھدیًا وحکمًا عدلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر (مسند احمد بن حنبل) ممکن ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسٰی ابن مریم کو پائے جو امام مہدی اور حکم عدل ہونگے اور کسرِ صلیب کریں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

(د) لَو کان الایمان عند الثریّا لنالہ رجال اَو رجل من ھٰؤلاء۔ (مشکوٰۃ باب جامع المناقب)

(ھ) اس وقت امّتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا نقشہ بھی کھینچا گیا تھا جس میں علماؤھم والاحصۃ بھی ہے اور بتایا گیا تھا کہ مساجدھم عامرۃ و ھی خراب من الھُدیٰ (مشکوٰۃ کتاب العلم) کہ ظاہر میں مساجد آباد ہونے کے باوجود ہدایت سے خالی ہوں گی۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور بتایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ابنِ ماجہ کی روایت کی رُو سے مہدی اور عیسٰیؑ ایک ہی فرد ہونے تھے تو کسوف وخسوف کی حدیث کی رُو سے آپ کی صداقت کو محلِّ اعتراض ٹھہرایا گیا۔ لیکن ۱۸۹۴ء میں ہمارے نصف کرۂ ارض میں اور ۱۸۹۵ء میں دوسرے نصف کرہ میں یہ نشانات گویا دوبار ظہور پذیر ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے رقم فرمایا تھا

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ سب مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی۔ وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دِلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسٰی اب تک آسمان سے نہیں اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

حضورؑ کی یہ بات پوری ہو چکی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ وفاتِ عیسٰیؑ کے عقیدہ کو غیر اسلامی قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن بالآخر طبقۂ علماء اور عالمِ مسیحیت اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہونے لگے۔ ستائیس۲۷ سال پہلے ایک استفتاء پر جامعہ ازہر (مصر) کی طرف سے مشہور علّامہ استاد محمود شلتوت کے سپرد یہ مسئلہ کیا گیا۔ جنہوں نے بعد تحقیق یہ فتویٰ دیا کہ قرآنِ مجید کی رُو سے حضرت عیسٰیؑ وفات پا چکے ہیں۔ اب خود عیسائی دُنیا کی طرف سے روز بروز وفاتِ عیسےٰؑ کے بارے میں تاریخی اور ناقابلِ تردید ثبوت منظرِ عام پر آرہے ہیں۔ جن سے مسیحی دُنیا میں تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اور لوگ اس مذہب سے نفور ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے عوام کو باز رکھنے کے لئے بعض افراد نے افتراء کر کے بعض خوابیں شائع کیں کہ اس طرح فُلاں خادم روضۂ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو بتادو کہ امام مہدی (چند سال بعد) فلاں سن میں ظاہر ہوں گے۔ افتراء نے پورا کیا ہونا تھا، ایسی میعادوں کے گذرنے کے بعد نئی خوابیں افتراء کر کے شائع کر دی جاتیں مطلب یہ تھا کہ لوگ اتنے اتنے عرصہ تک کے لئے قبولِ احمدیت سے رُکے رہیں۔ اب ایک طرف ایک مدّعی کا دعویٰ ہے جس کے ساتھ سماوی نشانات اور انوارِ الٰہیہ ہیں۔ اور اس کی پیشگوئیاں بالوضاحت پُوری ہو رہی ہیں۔ اور آپ کی صداقت پر لاکھوں لوگ ایمان لا رہے ہیں۔ اور دینِ اسلام اشاعت پذیر ہو کر بسُرعت پھیل رہا ہے۔ اور غیر مذاہب پر اس جماعت احمدیہ کی دھاک اس وجہ سے بیٹھ گئی ہے کہ صبر و استقامت اور قُربانی کی رُوح اور تقویٰ و طہارت جو رُوحانی اور الٰہی جماعتوں کے خواص ہیں، اس میں موجُود ہیں۔ اور وہ اس میں بے مثال ہے۔ حتیٰ کہ جماعت اسلامی کے ترجمان اخبار "المنبر" لائلپور نے ۲۳ مارچ ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں بھی تبلیغی رُوح اور اشاعتی سرگرمیوں کی تعریف ایک طویل مضمون میں باوجود شدید مخالفت کے کی ہے۔ اب قائدینِ ملّت جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدہ امام کو تسلیم نہیں کرنے مجبور ہیں کہ یہ خیال اُن میں پیدا ہو کہ کوئی مردِ غیب آنے والا نہیں۔ خود ہی ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی کے مُدیر ۱۳ جون کے اداریہ میں تحریر کرتے ہیں:-

"اب ایک اور شوشہ چھوڑا گیا ہے یعنی ..... ہندوستان کے ہندو غلبہ پاکر اسلام کی طرف رجوع کریں گے۔ کم از کم ان کے سرکردہ رہنما اور لیڈر اسلام کو قبول کر لیں گے۔ بیشک خدا کو ہر قسم کی قدرت حاصل ہے۔ خدا کو تو یہ بھی قدرت ہے کہ ہر گھر میں غیب سے غلّہ کی بوریاں پہنچاتا رہے۔ مگر کیا کبھی ایسا ہوگا؟ ہماری میز کو گویائی عطا کرنا خدا کے لئے مشکل نہیں۔ مگر کیا کبھی کسی میز کو گویائی عطا کی گئی؟ کیوں خدا کی قدرت کا نام بدنام کرتے ہو۔ سنّت اللہ میں کبھی تبدیلی نہیں آتی۔ قانونِ قدرت میں کبھی تغیّر نہیں آتا۔ ہندوستان کے ہندو مجموعی طور پر اسلام کی طرف مائل ہوں۔ مگر اس کی کوئی بنیاد؟ خود مسلمان نہیں جانتے کہ مسجد سے اذان کی جو آواز بلند ہو رہی ہے اس کا کیا مطلب اور مفہوم ہے۔ خود مسلمان اللہ کی حدود کو ایک ایک کر کے توڑے اور ہندو اسلام کی طرف رجوع ہوں۔ کسی بزرگ کا ایسا ارشاد وحی آسمانی نہیں....."

"جن لوگوں کا کاروبار ہی مہدویت و مسیح موعود پر چل رہا ہے انہوں نے اس بزرگ کے وجدان کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔ اس کے ایک ترجمان نے جو قادیان سے نکلتا ہے یہ خوشخبری سُنائی ہے کہ مسلمان جن مردانِ غیب کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں وہ تو آبھی چکے اور دُنیا سے رخصت بھی ہوئے۔ مہدی بھی آگئے اور مسیح موعود بھی۔ اور مسلمان ہیں کہ انتظار پر انتظار کئے جا رہے ہیں۔ گویا اس ترجمان نے یہ عُقدہ بھی کھول دیا کہ مردانِ غیب کا آنا بھی بے سُود ہی رہا اُن کی آمد کی کرامت یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کو اور زیادہ آزمائشوں سے گذرنا پڑا۔ جب تک نہیں آئے تھے مسجد اقصیٰ محفوظ تھی۔ وہ آئے اور مصیبتوں کے دَر کھل گئے۔ اور مسجد اقصیٰ بھی ہاتھوں سے گئی ..... ہم صرف مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک فریق نے مردانِ غیب کو بُلا کر بھی کچھ حاصل نہ کیا تو پھر مسلمان انتظار کی زحمت کیوں اٹھائیں اور لیس للانسان الّا ما سعیٰ سے کیوں آنکھیں بند کر دیں؟ انتظار ختم کرو۔ اپنے دست و بازو سے کام لو اور خود میدان میں نکل کر اپنی قسمت کو للکارو اور اپنی عزیمت کا پھل پاؤ اور وجدانی بیانات کو بزرگوں کے لئے چھوڑ دو۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۳ جون ۷۲ء ص۳)

—(۲)—

دینِ اسلام میں جس قدر انوار و برکات ہیں اسلام کے دورِ اوّل میں ظاہر ہوئے۔ چند سالوں میں اس نے معروف دُنیا کے اکثر حصّہ پر غلبہ پالیا۔ اور دیرینہ تہذیب و تمدّن کو ملیامیٹ کر کے کایا پلٹ کے رکھ دی۔ علوم و فنون میں مسلمان یکتائے روزگار بنے۔ بہت سے علوم کا آغاز انہوں نے کیا اور یورپ کی موجودہ ترقی اسلامی یونیورسٹیوں کی مرہونِ منّت ہے۔ اسلام میں توحید۔ مساوات معاشرتی اُصول۔ قوانین ورثہ اور اخلاقی اُصول وغیرہ جاذبِ قلب و عقل، ارفع و اعلیٰ اور عدیم المثال تعلیمات ہیں۔ اور دینِ اسلام اس وقت تک کے لئے کامل و مکمل شریعت ہے جب تک بنی نوع انسان روئے زمین پر موجُود ہیں۔ لیکن ہمارے قائدینِ ملّت کس حد تک یوّم ومّ قنوط ہیں۔ ان کا بیان یہ کہنے کے مترادف ہے کہ اسلام کی ضیاپاشی صرف دورِ اوّل تک محدود تھی۔ اب شمسِ اسلام غروب ہو چکا ہے۔ اور اس کا

(باقی دیکھئے ص۱۱ پر)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کیلئے اسلام کا جُوا گردن پر رکھنا اور قربانیوں کو بشاشت سے قبول کرنا ضروری ہے

ہم جان، مال، وقت، خواہشات اور عادات کی انتہائی قربانی دیئے بغیر اسلام کی آخری فتح کو قریب نہیں لا سکتے

لجنہ اماء اللہ انگلستان کے اجتماع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ کا بصیرت افروز خطاب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ یورپ کے دوران لندن میں ۱۲ ظہور ۱۳۴۶ ہش مطابق ۱۲ اگست ۱۹۶۷ء کو لجنہ اماء اللہ انگلستان سے جو بصیرت افروز خطاب فرمایا اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

آپ صرف مستورات ہی نہیں ہیں بلکہ احمدی مستورات ہیں۔ اِسی طرح آپ پر دوہری ذمّہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ ایک وہ ذمّہ داریاں جو ہر انسان پر اور انسانوں میں سے ہر عورت پر انسان ہونے کی حیثیت سے فطرتِ انسانی عاید کرتی ہے۔ دوسرے وہ ذمّہ داریاں جو اسلام نے ان عورتوں پر عاید کی ہیں جو اسلام کی طرف خود کو منسوب کرتی ہیں اور جن کی وضاحت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور تقاریر و ملفوظات میں کی ہے۔

جس زمانہ میں اس وقت آپ زندگی گزار رہی ہیں اور خصوصًا وہ زمانہ جس میں آپ کی موجودہ نسلیں داخل ہونے والی ہیں، دُنیا کی تاریخ میں انسانیت کے لئے اور احمدیت کے لئے ایک

نہایت ہی نازک زمانہ

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کے لئے بڑی بشارتیں عطا کی ہیں۔ مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں عظیم بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ اور اسی طرح نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ کو بڑا بابرکت زمانہ قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق یہ مقدّر ہے کہ اسلام دُنیا میں اس رنگ میں غالب آئے گا کہ پھر دُنیا کی کوئی مادّی طاقت یا کوئی دنیا کا جھوٹا فلسفہ یا دُنیا کا کوئی پُرانا مذہب اس کے مقابلہ پر ٹھہر نہیں سکے گا۔

ان بشارتوں کے علاوہ آپ میں سے ہر ایک کے متعلق اگر وہ سچّی مومنہ بن جائے، اگر وہ سچّی مسلمہ خدا کی نگاہ میں ٹھہرے، اگر وہ حقیقی احمدی عورت ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عظیم اور اس قدر پیاری بشارتیں دی ہیں کہ جب انسان اُن پر غور کرتا ہے تو ایک طرف اپنی کم مائیگی کو دیکھتے ہوئے حیران رہ جاتا ہے اور دوسری طرف اُن بشارتوں پر غور کرکے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت کی وجہ سے اس کا سر اپنے ربّ کے حضور جھک جاتا ہے۔

اس وقت جس زمانہ میں ہماری جماعت داخل ہو رہی ہے اس کے آئندہ بیس اور تیس سال جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے ہمارے لئے بڑے ہی نازک ہیں۔ آپ نے دو فیصلوں میں سے

ایک فیصلہ کرنا ہے

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو نوازا ہے، عزّت دی ہے، مال دیا ہے آرام دیا ہے۔ آپ اگر چاہیں تو دُنیوی عزّتوں کو اور دنیوی اموال کو اور دنیوی وجاہتوں کو اور دنیوی آراموں کو اپنے لئے پسند کرلیں۔ اور اس کے نتیجہ میں جو دین کا انعام ہے یا قُربانیوں کے بعد جو دنیوی آرام کا وعدہ دیا گیا ہے اور جن نعمتوں کا اگلے جہان میں ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس سے خود کو اور اپنی نسلوں کو محروم کرلیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو اِس مختصر سی زندگی اور اس کے آرام اور اس کی عزّت اور اس کے عیش کو خدا کی راہ میں، قربان کر دیں۔ اور اپنے ربّ سے یہ اُمید رکھیں کہ وہ اِس دُنیا میں بھی آپ کو، آپ کی نسلوں کو اور اُس دُنیا میں بھی آپ کو اور آپ کی نسلوں کو اپنی رضا کی جنّتوں میں داخل کرے گا۔ اور اُن وعدوں کو آپ کے لئے اور آپ کی نسل کے لئے پورا کرے گا، جو وعدے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے کئے ہیں۔

مَیں نے آج بچیوں اور بچّوں سے بات کرتے ہوئے انہیں اس طرف متوجّہ کیا تھا کہ تم اپنے ماں باپ سے جاکر یہ کہو کہ تم نے ایک حد تک اپنی زندگی آرام میں گزار لی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایثار اور قربانی کی طرف ہمیں بُلا رہا ہے، اگر تم نے جو ہمارے ماں باپ ہو ہماری خاطر (اگر اپنی خاطر نہیں) وہ قربانیاں نہ دیں جن کا اللّٰہ ہم سے مطالبہ کر رہا ہے تو ہماری زندگی تباہ کر دو گے تم لوگ۔ پس آپ کو اگر اپنے لئے نہیں تو کم از کم اپنی نسلوں کو اللہ تعالےٰ کے قہر اور غضب سے بچانے کے لئے وہ قربانی دینی پڑے گی جس کی توقع اللہ ہم سے آج کر رہا ہے۔ اور جس قُربانی کے بعد ہم سے وہ وعدے کئے گئے ہیں کہ جو وعدے پہلی قوموں سے نہیں کئے گئے۔ ہمیں وہ عظیم بشارتیں ملی ہیں جو پہلوں کو نہیں ملیں۔ ہم سے اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا ہے نبی اکرم صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وساطت سے اور قرآنِ کریم کے الفاظ میں کہ آخرت اُولیٰ سے زیادہ بہتر ہوگی۔ یعنی جو انعامات اُمّتِ مسلمہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

اِسلام کی نشأۃ اُولیٰ

کے وقت ملیں گے، اُن انعامات کے مقابلہ میں وہ انعامات بہت بڑے ہوں گے جو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے وقت اُمّتِ مسلمہ کو دیئے جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو تیرے سچّے متبع بن کر اسلامی تعلیم کے مطابق قرآن کریم کے احکام کی روشنی میں اپنی زندگیاں گزار دیں گے، اللہ تعالیٰ اُن کے وجُودوں میں اس قدر برکت رکھے گا کہ جس گھر میں وہ رہیں گے وہ دوسروں کے لئے بھی بابرکت ہو جائے گا۔ جن دیواروں کو وہ ہاتھ لگائیں گے اُن دیواروں میں برکت رکھی جائے گی۔ جن کپڑوں کو وہ پہنیں گے ان کپڑوں کو اللہ تعالےٰ دوسروں کے لئے برکت کا موجب بنا دے گا، خیر ہی خیر، بھلائی ہی بھلائی برکت ہی برکت اُن کے وجودوں سے پھوٹ کر نکلے گی۔ ایک دُنیا اُن سے فیض حاصل کرے گی، ایک دُنیا کے وہ اُستاد بنیں گے، ایک دُنیا کی رہبری کا سامان اُن کے ذریعہ سے پیدا کیا جائے گا، ایک دُنیا کو وہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف واپس لانے والے ہوں گے۔ دُنیا اپنے ربّ کو بھُول چکی ہے۔ دنیا آخرت سے غافل ہو چکی ہے، دُنیا نے اپنے محسنِ اعظم محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پہچانا نہیں۔ آپ لوگوں کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ آپ دُنیا کو سچائی کے اس مرکزی نقطہ کی طرف واپس لے کر آئیں۔ اور آپ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اِس مجاہدے میں آپ انتہائی قربانیاں دیں اور آپ سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر آپ اِس میدان میں انتہائی قربانیاں دیں گی تو اللہ تعالیٰ کے وہ انتہائی فضل اور برکتیں آپ پر نازل ہوں گی جو پہلی قوموں پر نہیں ہوئیں۔ اس قدر عظیم وعدوں کے بعد اپنی ذمّہ داریوں کو نباہنے میں سستی کرنا ایک عقلمند انسان کا کام نہیں۔ قرآن کریم صرف پڑھنے کے لئے ایک کتاب نہیں دی گئی۔ یا کوئی تعویذ نہیں کہ اگر گھر میں رکھ لیا تو شر سے محفوظ ہو گئے۔ قرآن کریم تو اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ قرآنِ کریم میں سینکڑوں احکام پائے جاتے ہیں۔ چھ سو سے زائد احکام (بعض اعمال کرنے سے متعلق اور بعض قسم کے اعمال نہ کرنے سے متعلق) پائے جاتے ہیں۔ ہر حکم کا جُوا ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کو اپنی گردن پر رکھنا پڑے گا۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو تھوڑے اور ناقص عمل سے وہ اپنے ربّ کو خوش نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایک پیاسا ایک قطرہ پانی پی کر اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ جس طرح وہ شخص جسے سخت بھوک لگی ہو ایک لقمہ کھانا کھا کر سیری محسوس نہیں کر سکتا۔ جس طرح وہ جو کپڑے کا محتاج ہے صرف سر پر رومال باندھ کر اپنے تن کو ڈھانپ نہیں سکتا۔ اسی طرح قرآن کریم کے بعض حکموں پر عمل کرنے اور بعض کو ٹھکرا کے، بعض سے پیار کرکے اور بعض

سے نفرت کا مظاہرہ کرکے آپ اپنے رب کو خوش نہیں کر سکتیں۔ سارے قرآن پر عمل کرنا ہر احمدی کا فرض ہے جب تک یہ جُوا پورے کا پورا آپ اپنی گردن پر نہیں رکھتیں، آپ ان انعامات کی وارث نہیں ہو سکتیں جن کی بشارتیں دی گئی ہیں۔ اور آپ اُن عذابوں سے بچ نہیں سکتیں جن سے اس دنیا کو ڈرایا گیا ہے۔ مَیں اپنے اس دَورہ میں یورپ کے ہر ملک کی توجہ اس طرف پھیرتا آیا ہوں کہ اپنے رب کی طرف واپس آجاؤ ورنہ مٹا دیئے جاؤ گے۔

ہمارا یہ دعویٰ ہمارا یہ بیان ہمارا ان قوموں کو اس رنگ میں جھنجھوڑنا محض دعویٰ نہیں ہے۔ جس کا ثبوت ہمارے پاس نہ ہو۔ مَیں نے ان کو سمجھایا بڑی وضاحت سے کہ دیکھو بہت سی انہونی باتوں کی خبر ہمیں دی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یعنی جس وقت وہ خبریں دی گئیں وہ انہونی معلوم ہوتی تھیں مگر وہ پوری ہوگئیں۔ اگر مَیں ایسی پیشگوئیوں کا ذکر تمہارے سامنے کروں تو تم کہو گے کہ ایک واقعہ ہوگیا اور آج ہمیں بتا رہے ہیں۔ بہت سی انہونی باتیں ہیں جن کی خبر دی گئی ہے اور وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ اگر مَیں ان کا ذکر کروں تو تم سمجھو گے کہ کوئی پاگل انسان تمہارے سامنے باتیں کر رہا ہے۔ مثلاً اگر مَیں تمہیں یہ بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رُؤیا میں یہ دیکھا کہ روس کے ملک میں ریت کے ذرّوں کی طرح احمدی مسلمان پائے جاتے ہیں تو تم کہو گے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ ملک جس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ زمین سے خدا کے نام اور آسمان سے خدا کے وجود کو بھی مٹا دے گا۔ اُس ملک میں اور اُس قوم میں

اِسلام اور احمدیّت

سرایت کر جائے اور وہ اسلام کو قبول کریں اور اللہ سے ایک زندہ تعلق کو قائم کریں۔ لیکن چونکہ یہ ایک سلسلہ ہے خبروں کا جن میں سے ہر ایک انہونی خبر تھی ان میں سے چند ایک خبریں جن کو دُنیا اس وقت سمجھتی تھی کہ ایسا ہونا بالکل غیر ممکن ہے اپنے وقت پر پُوری ہو چکی ہیں۔ ایسے واقعات کا پُورا ہو جانا اس امر پر دال ہے کہ باقی واقعات بھی جن کی خبر دی گئی ہے ضرور پورے ہوں گے یہ دیکھ کر کہ ایسی ناممکن الوقوع خبریں پوری ہو چکی ہیں ایک عقلمند انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہے کہ ان میں سے جو باتیں ابھی پوری نہیں ہوئیں اور جن کو آج ہماری عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور جن کو ہم انہونی کہتے ہیں، یہ بھی اپنے وقتوں پر پوری ہو جائیں گی۔ تو آپ کیا اس بات کے انتظار میں رہیں گی کہ روس میں ادھر یہ لوگ احمدیت کو قبول کریں اور خدا کے فضلوں کے وارث ہوں خواہ اس انتظار میں آپ کی نسلیں خدا کے فضلوں سے محروم رہ جائیں۔ اس وقت کوئی بھی آپ میں سے اس قسم کا دعویٰ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی کہ ہمیں کوئی پرواہ نہیں بے شک تمہارے وعدوں سے ہماری نسل محروم ہو جائے۔ ہمارے بچے اللہ تعالیٰ کے قہر اور اس کے غضب کی چکی کے نیچے پس جائیں اور مٹا دیئے جائیں، لیکن ہم یہ قربانیاں دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ جاننے اور سمجھنے کے باوجود جب عمل کا وقت آتا ہے انسان کی طبیعت ہزاروں بہانے ڈھونڈنے لگتی ہے۔ کوئی یہ کہنے لگ جاتی ہے کہ اس ملک میں قرآن کریم کا بتایا ہوا پردہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ کہتے ہیں گرمیوں میں روزے نہیں رکھے جا سکتے۔ سردیوں میں رات کی نمازیں نہیں پڑھی جا سکتیں۔ صبح کی نماز اپنے وقت پر ادا نہیں ہو سکتی۔ کس طرح نہیں ہو سکتی۔ یہ میں وضاحت کر دوں کہ قرآن کریم نے برقعے کا پردہ ہمیں نہیں سکھایا۔ لیکن جو بھی قرآن نے کہا ہے اس پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ قرآن کریم نے چادر کے مُنہ کے اُوپر اس طرح ڈالنے کا حکم دیا ہے کہ چہرہ نظر نہ آئے۔ راستہ نظر آئے۔ اس کی ہزار شکلیں نکل آتی ہیں۔ ایک شکل جو ہے وہ ہمارا برقعہ ہے۔ جو پاکستان، ہندوستان میں رائج ہے۔ گو برقعہ اپنی اس شکل میں ضروری نہیں لیکن پردہ قرآن کریم کی بتائی ہوئی شکل میں ضروری ہے۔ جو عورت قرآن کریم کے اس حکم کو ٹھکراتی ہے وہ اپنی نسل پر ظلم کر رہی ہے آج۔ وہ اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کے جہنم کی طرف گھسیٹ کے لے جا رہی ہے۔ حالانکہ دعویٰ اس کا یہ ہے کہ میں اپنے بچوں سے پیار کرتی ہوں۔ یہ اچھا پیار ہے۔ دنیا کی تکلیفوں سے تو اتنا بچاتی ہو تم اپنے بچوں کو۔ یہ بھی پسند نہیں کرتیں کہ ایک کانٹا بھی چُبھ جائے۔ اگر بچہ کو بخار ہو جائے تو گھبرا جاتی ہو۔ ڈاکٹر کو بُلاتی ہو۔ ہسپتال میں لے کر جاتی ہو۔ اپنی بساط سے بڑھ کر بچے کی صحت پر خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہو اور جس وقت یہ کہا جائے کہ اگر تم قرآن کریم کے احکام پر عمل نہیں کروگی تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگی تو تمہیں کوئی احساس ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ طریق اللہ تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ نماز ہے۔ صبح کی نماز وقت پر پڑھنی چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ کوئی بیماری وغیرہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک صبح سورج چڑھنے کے بعد نماز پڑھوائی تاکہ ایسے

اِستثنائی حالات میں

امت محمدیہ کے افراد کے دل گھبرا نہ جائیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا غضب نہ ان پر نازل ہو جائے کہ صبح کی نماز نہیں پڑھی۔ یہ استثنائی چیزیں ہیں۔ رات خواہ چھوٹی ہو ہم صبح کی نماز وقت پر پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد پھر سو سکتے ہیں۔ یہ عادت کی بات ہے۔ اس سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں اس میں۔ مَیں جو اب یہاں آیا ہوں تو مجھے بعض باتوں کی وجہ سے یہ احساس تھا کہ ایک مسئلہ بنایا ہے کہ چونکہ راتیں چھوٹی ہیں اس لئے صبح کی نماز بے شک سورج نکلنے کے بعد پڑھ لی جائے کوئی حرج نہیں۔ مَیں نے ان کو اپنے عمل سے یہ بتایا کہ ایسا کرنا ہرگز درست نہیں۔ میرا خیال ہے زیورک میں ہم پونے چار بجے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک بجے کے بعد مَیں سویا کرتا تھا۔ ۳ بجے کے قریب اُٹھ جاتا تھا۔ اور پھر نماز کے بعد سو جاتا تھا۔ پھر کام سارا دن کرتا تھا۔ بڑا مصروف آدمی ہوں۔ آپ جانتی ہیں۔ جب ڈیوٹی بلائے تو ہر چیز چھوڑنا پڑتی ہے۔ آج بھی باوجود اس کے کہ کل سے مجھے بخار چڑھا ہُوا ہے اور ابھی تک میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ حرارت مجھے محسوس ہو رہی ہے۔ مَیں نے یہی فیصلہ کیا کہ اپنے پروگرام کو مَیں ضرور پُورا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دیتا ہے۔ صبح سے مَیں اپنے کام میں لگا ہُوا ہوں اگرچہ فجر کے وقت بیماری کی وجہ سے مَیں مسجد میں نہیں آیا۔ لیکن جس وقت اذان ہوئی ہے یہاں اس وقت ہی مَیں نے نماز پڑھی ہے۔ نیند کے متعلق آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انسانی دماغ صرف سات یا آٹھ منٹ پوری طرح سوتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ پوری نیند سے مراد یہ ہے کہ جب دماغ کلیۃً سو جاتا ہے اور کسی قسم کی ہوش نہیں رہتی اُسے۔ ایسی نیند (قرآن کریم نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے ایک آیت میں) موت کے مترادف ہوتی ہے۔ اگر آٹھ منٹ متواتر آدمی کا دماغ اس حالت میں رہے تو شاید موت واقع ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے کہ چند سیکنڈ اس قسم کی نیند دماغ لیتا ہے۔ پھر وہ نیند سے بیدار ہو جاتا ہے۔ آپ سمجھتی ہیں ہم سوئی ہیں اور دُنیا بھی سمجھتی ہے کہ یہ شخص سویا ہُوا ہے۔ لیکن حقیقتاً پُوری طرح وہ سویا ہُوا نہیں ہوتا۔ دس فیصد یا بیس فیصد کا وہ سویا ہوتا ہے۔ باقی جاگ رہا ہوتا ہے۔ اس کا دماغ کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت لیکن ساری رات میں سات یا آٹھ منٹ ایسے ہیں جب دماغ پوری طرح سو جاتا ہے۔ پُوری نیند کی یہ کیفیت سیکنڈ میں تقسیم ہو کر وقفہ وقفہ سے وارد ہوتی ہے۔ پانچ منٹ بعد دو منٹ بعد دس منٹ بعد چند سیکنڈ ایسے آتے ہیں جب پوری طرح دماغ سویا ہُوا ہوتا ہے۔ اب یہ عادت کی بات ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ تین گھنٹے کی نیند میں اپنے یہ سات یا آٹھ منٹ پورے کر لیتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو سات یا آٹھ گھنٹے میں یہ وقت پورا کرتے ہیں۔ بچے جو ہیں چھوٹے وہ بارہ گھنٹے اور جو بالکل چھوٹے بچے ہیں ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انہیں چودہ گھنٹے سونا چاہیئے۔ لیکن بچہ جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے اور ذمہ داری اس کے اُوپر پڑتی ہے (مثلاً بچپن میں پڑھائی کی ذمہ داری ہے) دماغ کو عادت پڑ جاتی ہے کم وقت میں ان سات یا آٹھ پوری نیند کے لمحات کو لے لینے کی اور یہ وقت وہ پورا کر لیتا ہے (اگر آپ وقت پر اٹھ کر نمازیں پڑھیں اور بعد میں سو جائیں تو اس سے نہ آپ کے جسم کو کوئی نقصان پہنچے گا نہ آپ کے دماغ کو کوئی نقصان پہنچے گا اور نہ آپ کی رُوح کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ لیکن آپ کو فائدہ بڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ خدا آپ سے خوش ہوگا کہ میرے ان بندوں اور بندیوں نے میری رضا کی خاطر میرے احکام کی پیروی کی ہے۔ ہزاروں اور باتیں ہیں تفصیلی۔ لیکن اُصولی طور پر قرآن کریم میں چھ سو سے زائد احکام پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا ہمارا فرض ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا، دُنیا قرآن کریم کو بھول چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قرآن کریم کو ازسرِ نو زندہ کیا گیا ہے اور عملاً یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن۔ ہر قسم کی بھلائی قرآن کریم میں ہے۔ آپ قرآن سے باہر، قرآن کریم کے احکام سے باہر، قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے کے بغیر صحیح معنٰی میں خیر حاصل ہی نہیں کر سکتیں یہ خدا کا فرمان ہے۔ غلط نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کے احکام سے باہر دُنیا کی عارضی خوشیاں شاید آپ کو مل جائیں۔ اور شاید وہ بھی نہ ملیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ حقیقی خوشی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے بعد پیدا ہوتی ہے وہ آپ کو نہیں مل سکتی۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں

ہماری جماعت میں

ایسی بہنیں ہیں جو اپنی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ ہڈرسفیلڈ میں ایک عیسائی عورت نے مجھ سے سوال کیا کہ ایک عیسائی اور ایک مسلمان میں کیا فرق ہے۔ مَیں نے پوچھا تمہارا سوال یہ ہے کہ ایک سچے عیسائی اور سچے مسلمان میں کیا فرق ہے۔ اس نے کہا ہاں یہی میرا سوال ہے مَیں نے کہا تو جواب سنو! مَیں نے کہا ایک سچے مسلمان کا سچا حقیقی اور زندہ تعلق اپنے رب سے ہوتا ہے لیکن اس قسم کا تعلق کسی عیسائی میں نہیں۔ خواہ تم اس کو سچا عیسائی کہو یا جھوٹا عیسائی کہو۔ اور یہ ایک ایسا بنیادی فرق ہے جو سچے مسلمان اور ایک عیسائی میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔ وہ ایک عورت تھی یہ سوال کرنے والی۔ مَیں نے اس کو کہا کہ مَیں تمہیں ایک

احمدی عورت کا ایک رات کا جو مشاہدہ تھا اور ذاتی تجربہ تھا وہ بتاتا ہوں۔ اس سے تمہیں پتہ لگے گا کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم میں سے لاکھوں کا تعلق، زندہ تعلق اپنے رب سے ہے تو اس کے کیا معنے ہیں۔ گو تمہارے لئے تو یہ سمجھنا بھی مشکل ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ ایک احمدی عورت کا لڑکا گھر سے دور کسی مقام پر سخت مشکل اور خطرے سے دوچار تھا۔ اس کے لئے ماں کی مامتا بہت جوش میں تھی۔ ایسے وقت میں ایک ماں اپنے اس بچے کو جو گھر سے دور سخت مشکل اور خطرے میں تھا کیسے بچا سکتی تھی۔ کوئی چارہ نہیں اس کے پاس سوائے ایک احمدی ماں کے۔ جس کے پاس طاقت ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور جھکے۔ اور دعائیں کرے۔ چنانچہ رات کو وہ بڑھیا بیٹھ گئی اور اس نے دعا کرنی شروع کی کہ اے خدا میرے بچے کی حفاظت کا سامان کر اور مجھے تسلی دے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اسے یہ بتایا کہ آسمان سے فرشتوں کا نزول حفاظت کے لئے ہو چکا ہے۔ اس نے دعا نہیں چھوڑی۔ اس نے کہا اے خدا میں تیری ممنون ہوں کہ مجھے تو نے یہ خبر دی ہے لیکن میری تسلی نہیں ہوئی۔ مجھے تو یہ پتہ لگنا چاہیئے کہ میرے بچے کی حفاظت ہوگی یا نہیں۔ اس کو اسی رات دوسری دفعہ یہ بتایا گیا کہ آسمان سے فرشتوں کا نزول ان سب کے لئے ہو چکا ہے۔ اس نے پھر دعا کی کہ اے میرے رب میری اب بھی تسلی نہیں ہوئی مجھے یہ بتا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کوئی سامان تو نے کیا ہے یا نہیں۔ تیسری دفعہ اسی رات میں اللہ تعالیٰ نے

اس کو بشارت دی

کہ تیرے بیٹے کی بھی حفاظت کا سامان کر دیا گیا ہے۔ پس یہ وہ زندہ تعلق ہے جو احمدیت ایک احمدی عورت یا احمدی مرد یا احمدی بچے کا اپنے رب سے پیدا کرتی ہے۔ اتنی بڑی نعمت کو چھوڑ کر دنیا کی طرف جھکنا عقل کی بات کب ہے؟ بالخصوص اس حال میں جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی ہے دنیا کو، اور یہ وارننگ (Warning) ہر قوم کو دنیا میں آیا ہوں کہ یا تو تم اپنے رب کی طرف واپس آؤ ورنہ تم مٹا دیئے جاؤ گے۔ اور جبکہ آپ کو یہ بشارتیں دی گئی ہیں کہ آپ

قربانی کے مطالبات کو بشاشت سے

قبول کریں گی اور اسلام کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں گی اور قرآن کریم کے احکام پر عمل کریں گی تو آپ پر وہ نعمتیں نازل ہوں گی جو پہلوں پر کبھی نازل نہیں ہوئیں۔ ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قدموں میں لا کر ڈال دیا تھا۔ دو بڑی قومیں تھیں اس وقت روم کی اور ایران کی۔ جو ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے نہتے مسلمانوں سے ان کی گردنیں کٹوا دیں۔ کیونکہ ان کی گردن کاٹنے کے لئے جو اسلام کو تباہ کرنا چاہتے تھے آسمان سے فرشتے نازل ہوتے تھے یہ تو ایک بہانہ تھا کہ مسلمان ٹوٹی ہوئی تلواریں لے کر ان کے مقابلہ پر چلے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو وعدہ دیا کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جو نظارے نشأۃ اولیٰ میں تیرے سپاہی دیکھیں گے ان سے وسیع تر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے تیرے وہ فدائی دیکھیں گے جو بعد میں پیدا ہونے والے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اور جو انعام آپ لوگوں کے لئے اس دنیا میں خدا نے مقدر کیا ہے وہ ان لوگوں کے لئے مقدر نہیں تھا جو بعثت نبوی سے ۳۰ سال بعد پیدا ہوئے۔ دیکھو! اسلام فاتح ہوا اور پھر تنزل میں چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی ہے کہ جب اسلام فاتح ہوگا اور دنیا پر چھا جائے گا تو کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔ پھر قیامت تک غیر مسلم چوہڑے اور چماروں کی طرح دنیا میں رہ جائیں گے۔ یہ الفاظ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال کئے ہیں چوہڑے چماروں کی طرح وہ دنیا میں رہیں گے۔ کیا آپ یہ پسند کرتی ہیں کہ آپ کی نسلیں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کی برکتوں اور اس کے فضلوں کی وارث بنیں یا آپ یہ پسند کرتی ہیں کہ آپ کی نسلیں چوہڑوں اور چماروں میں شامل ہونے والی ہوں۔ اگر آپ چاہتی ہیں اور یقیناً آپ میں سے ہر ایک عورت یہ چاہتی ہے کہ آپ کی نسل اور ان کی اولاد

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث

ہو تو اس وقت آپ کو بہت سی قربانیاں دینی پڑیں گی، ان کے لئے۔ پھر دنیا بدل جائے گی اسلام کا غلبہ ہوگا۔ پھر اس رنگ کی قربانی کا سوال ہی نہیں ہوگا۔ آج تو ہم کہتے ہیں کہ جو قرآن نے پردہ کہا ہے وہ کرو۔ کوئی ہمارے پاس دنیا کی طاقت نہیں ہے۔ اگر آپ ہماری یہ بات مانتی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرتی ہیں یہ ثواب ان عورتوں کو نہیں ملے گا جو آپ کی قربانیوں کے نتیجہ میں خدا کا فضل حاصل کرنے والی ہوں گی۔ کیونکہ اس وقت حکومت کہے گی کہ جو ننگے منہ باہر نکلے گی اس کو سزا دی جائے گی پھر دیکھیں کون نکلتی ہے باہر۔ آج تو آپ آزاد ہیں۔ دو راستے ہیں آپ کے سامنے۔ جس کو چاہیں اختیار کریں۔ اُس وقت صرف ایک راستہ ہوگا۔ دوسرا راستہ ہی کوئی نہیں ہوگا۔ اور ثواب بھی کوئی نہیں ہوگا۔ اس وقت صحیح راستہ اختیار کرنا یا نہ کرنا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور صحیح راستہ اختیار کرنے کے نتیجہ میں اس وقت آپ کو بڑے انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے وعدے تو پورے ہونے ہیں مجھے تو یہ فکر رہتی ہے کہ کہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح اگلی نسل میں پورے نہ ہوں۔ میرے دل میں یہ شدید خواہش ہے، میں سمجھتا ہوں آپ میں سے بھی ہر ایک کے دل میں شدید خواہش ہوگی کہ یہ وعدے جلد پورے ہوں۔ ہم بھی دیکھیں اور ہماری نسلیں بھی دیکھیں۔ چالیس سال ان کو خدا نے جنگلوں میں ڈالا تھا۔ پھر ایک نئی نسل پیدا ہوئی ان کی پھر ایک نئے رنگ میں تربیت اللہ تعالیٰ نے کی تب وہ وعدہ جا کر پورا کیا۔ بشارت تو بہرحال پوری ہوتی ہے لیکن بشارت کے متعلق یہ وعدہ نہیں کہ اس نسل کے حق میں بھی پوری ہوگی جو خدا تعالیٰ کا کہنا ہی نہ مانے۔ پس

بہت بڑی ذمہ داری ہے

اس وقت جو احمدی ہیں سمجھدار بڑی عمر کی عورتیں بھی اور مرد بھی ان کے اوپر۔ اس ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کرنے کے نتیجہ میں ہم ان عظیم بشارتوں کو قریب تر لا سکتے ہیں جو ہمیں دی گئی ہیں۔ اگر ہم سستی کریں۔ اگر ہم غفلت سے کام لیں خدا کا وعدہ تو پورا ہوگا لیکن اس کے فضل آپ پر نازل نہیں ہوں گے نہ آپ کی نسلوں پر۔ پھر اس کے فضل ان نسلوں پر نازل ہوں گے جو خدا کی راہ میں انتہائی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں گی۔ اور پھر وہ قربانیاں بھی بشاشت سے دیں گی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کی رضا کے ٹھنڈے سائے میں وہ رہنے والی ہوں گی۔ میرا دل یہی چاہتا ہے۔ آپ کا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سائے وہاں سے شروع ہو کر قیامت تک نہ چلیں بلکہ ہم سے شروع ہو کر قیامت تک چلیں۔ تو اس بات کو آپ سامنے رکھیں، جماعت کے لئے، اسلام کے غلبہ کے لئے یہ زمانہ بڑا نازک ہے۔ اس بڑے نازک دور میں ہماری جماعت داخل ہو چکی ہے اور انتہائی قربانیوں کا اس وقت حالات مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور شاید اور بھی مطالبہ کریں۔ ان مطالبات کے مطابق آپ کو اپنی زندگیاں گزارنی ہوں گی اور مطالبات کے مطابق آپ کو جان کی، مال کی وقت کی، خواہشات کی اور عادات کی قربانی دینی پڑے گی۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم

اسلام کی آخری فتح

کو قریب تر نہیں لا سکتے۔ اور اس کے بغیر موجودہ نسل ان انعاموں کی وارث نہیں بن سکتی جن انعاموں کا ان کو وعدہ دیا گیا ہے جہاں تک لجنہ اماء اللہ کا تعلق ہے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ کام ہی کوئی نہیں ہو رہا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان رفعتوں تک ابھی ہم نہیں پہنچے جن تک ہمیں پہنچنا چاہیئے۔ بعض لحاظ سے بعض لجنات (میں ساری دنیا کی لجنات کا ذکر کر رہا ہوں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کی تعریف کرنے لگا ہوں۔ کیونکہ آپ کے کام کی تو زیادہ تفصیل کا مجھے علم ہی نہیں۔) مردوں سے آگے نکل جاتی ہیں۔ طبیعت ایک لحاظ سے خوش ہوتی ہے اور ایک لحاظ سے غصہ بھی آتا ہے کہ مرد کیوں پیچھے رہ گئے۔ مثلاً وقف عارضی کا جو ابھی سلسلہ شروع ہوا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا کامیاب

ہے اور بڑے اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔ اس وقت تک تقریباً دو ہزار وفود چار ہزار افراد پر مشتمل اپنے خرچ پر پندرہ دن باہر لگا آئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چار ہزار ہفتے، اور جس کا مطلب یہ ہے کہ قریباً ۷۰ سال کا زمانہ۔ سب کو شامل کر کے وقف عارضی کا مجموعی زمانہ ستر سال ہے۔ ستر مبلغ ایک سال میں جتنا کام کر سکتے ہیں وہ وقف عارضی سے ہوا۔ ان کے سپرد یہ بھی کام کیا گیا تھا کہ یہ

تعلیم قرآن کی مہم

کو جاری کریں۔ اور اگر جاری ہو تو نگرانی کریں بیسیوں مقامات سے یہ رپورٹیں آئیں کہ یہاں عورتیں زیادہ قرآن کریم جانتی ہیں، مردوں کی نسبت۔ اور بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں سو فیصدی احمدی عورت قرآن کریم پڑھ سکتی ہے۔ اور احمدی بچی ایک بھی ایسی نہیں جسے عمر کے لحاظ سے قرآن کریم پڑھ لینا چاہیئے اور اس نے ابھی نہ پڑھا ہو۔ اور عمر کے لحاظ سے جس کو قرآن کریم پڑھنا چاہیئے تھا وہ نہ پڑھ رہی ہو۔ یعنی ایسا انتظام ہے کہ چھوٹی بچیاں بھی قرآن کریم پڑھ رہی ہیں۔ اگر پاکستان کی بیسیوں لجنات ایسی ہوں یا بیسیوں احمدی جماعتیں ایسی ہوں جہاں کی احمدی بہنیں اور احمدی بچیاں قرآن کریم یا پڑھ چکی ہوں یا پڑھ رہی ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ لنڈن کی لجنہ یا یہاں کے اور مقامات کی لجنہ ان سے پیچھے رہ جائے۔

(باقی)

: درخواست دعا :

میرے فرزند عزیز سید ممتاز احمد صاحب ۱۴ جولائی سے میڈیکل کا فائنل امتحان دے رہے ہیں۔ نیز میری چھوٹی بیٹی ذرین سلطانہ بی اے فائنل کا امتحان دے رہی ہیں۔ دونوں بچوں کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار رضیہ رشا۔ پٹنہ بہار

گلدستہ — جس کے چند پھول مُرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال (آمد) قادیان

حزن و ملال کی تصویر بنے قادیان کے قریباً تمام درویش بہشتی مقبرہ کے جنوب مشرقی کونے میں بےکس کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ یہ ہلکی پھلکی منحنی سی نعش، یوں جیسے کفن خالی ہو اُس جانباز کی ہے جس نے اپنا گوشت اور خون بھی قربانگاہ پر چڑھا دیا۔ یہ اداس محفلوں کو قہقہوں سے زعفران زار بنا دینے والا آج یکدم خاموش کیوں ہو گیا ہے۔ ظرافت کے دریا بہا دینے والی زبان آج یکدم گنگ کیوں ہو گئی ہے ہر شخص کے قریب سے گزرتے ہوئے ظرافت کی پچکاریاں چھوڑنے والا مُہر بلب کیوں ہے!

وقت کی تیز آندھی نے گلدستے پر جھپٹا مارا اور ایک اور پھول توڑ کر خاک میں ملا دیا۔ وہ پھول جو اس گلدستے میں ۲۵ سال سے سجا ہُوا تھا جو اپنے رنگ و بُو میں نمایاں تھا جو خوش باش بھی تھا اور مسرّت بخش بھی۔

اور گلدستے نے زبانِ حال سے شکایت کی کہ دیکھو! اب تو آدھے سے بھی کم پھول رہ گئے ہیں۔ اور وہ بھی مرورِ زمانہ کے ناگزیر اثرات سے کھملا رہے ہیں۔

کفن سرکایا گیا۔ چہرہ نمائی ہو رہی تھی۔ میرا جی چاہا کہ اس کے کان میں کہوں ذرا دیکھ تو نذیر احمد! تیرے ارد گرد کتنے چہرے اداسیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تو ہمیشہ ہمیں ہنسایا کرتا تھا۔ یہ آج تُو نے خلافِ معمول سب کو اداس کیوں کر دیا ہے۔ تو رات کو اچھا بھلا مسجد اقصیٰ میں ہفتۂ قرآن مجید کے جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کی ڈیوٹی پر تھا۔ تو نے کسی سے ذکر تک نہ کیا کہ آج رات کی تاریکیوں میں عزرائیل کی انگلی پکڑے تو عدم آباد کے سفر پر روانہ ہو جائے گا۔ اگلی صبح جس نے بھی تیری اچانک وفات کی خبر سنی دل مسوس کر رہ گیا۔ اور اب تو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر دُھند کے دبیز پردے کے پیچھے جا رہا ہے کوئی پیغام تو دیتا جا۔!

میرے دل کے کانوں نے اس کے نطقِ خاموش کی آواز سنی:۔

"میرے سات نابالغ بچے میں سب کے سب عقلی لحاظ سے کمزور توانائی تندرستی اور صحت سے یکسر ناآشنا۔ ایک مغموم و اداس اور نحیف و نزار بیوی جو اک عرصے سے اب اور بھی نڈھال ہو جائے گی۔ نہ پیسے ہیں کوئی۔ ہمارا نہ سہارا ہیں کوئی پشت پناہ!

تم کہتے ہو کہ میں ہمیشہ سب کو ہنسایا کرتا تھا۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں اپنی زندگی بھر اِن بیوی بچوں کو نہ ہنسا سکا۔ میری ظرافت ان کے چہروں کی اُداسیوں کے سامنے ہمیشہ شکست خوردہ رہی۔ میں نے اپنے گھر کی چار دیواری کے باہر اپنے دردِ نہاں اور صبر آزما غربت کو ہمیشہ اپنی ظرافت کی نقاب اوڑھائے رکھی۔ لیکن اپنے گھر میں قدم رکھتے ہی خود مجھ پر ان بچوں اور بیوی کی اداسیوں کی پرچھائیاں پڑ جاتی تھیں۔ تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے کمزور جسم کے ساتھ اپنی کٹھن معیشت سے طویل جنگ لڑی۔ میں نے اپنے ذرائع اور ہمت کے دائرہ میں کئی پیشے اختیار کئے لیکن آسائش و کفالت کے لمحات میری مساعی کی گرفت سے گریزاں ہی رہے

اب میرے یہ سات بچے اور بیوی خدا تعالیٰ اور جماعت کے حوالے ہیں۔ درویشی کی یہ قربانی اب نسلاً بعد نسلٍ چلے گی۔ ایک میں اور آئندہ یہ! تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرمائے۔ یہی میرا سرمایہ تھا اور یہی میری جائداد!"

تدفین ہو چکی تھی۔ دعا کر کے ہم واپس ہوئے بھرے دلوں اور نمناک آنکھوں کے ساتھ

یہ تھے ہمارے پُرانے درویش بھائی ملک نذیر احمد صاحب پشاوری۔ وہ پشاور کے رہنے والے تھے۔ خلیفۂ وقت سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر مخلصانہ لبیک کہہ کر درویشی اختیار کی تھی اور آج اپنا عہد نبھا کر سرخروئی کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوئے تھے۔ ۲۵ سال کا طویل صبر آزما عرصہ درجیب پر دھونی رمائے گزار دیا۔ ایک بے روغن سا چراغ زندگی کی آندھیوں کے سامنے جھلملاتا رہا۔ اپنی تعلیمی قابلیت کے مطابق مختلف دفاتر میں کلرک کا کام کرتے رہے۔ بڑے غیور اور باہمت انسان تھے۔ اپنی کمزوری صحت کے باوجود کثرتِ اولاد کے باعث اپنے فارغ اوقات میں کوئی نہ کوئی زائد کام کر کے گزارہ چلاتے تھے۔ جو اُن کی وفات کے بعد معلوم ہُوا کہ جلیانہ تھا ڑ کا ہی رہتا تھا۔ مکانوں کی سفیدی، رنگ روغن، مزدوری کا سہارا لے کر مہنگائی کے عفریت سے لڑتے رہے۔ ایک چھوٹی معمولی سی دوکان بھی۔ دفتری اوقات کے بعد دکان کھول کر بیٹھ جاتے اور بالنس کی چقیں بنایا کرتے اور راہ گزروں سے ظریفانہ چھیڑ چھاڑ کیا کرتے۔ حاضر جوابی اور ہر بات میں ظرافت کا پہلو نکال لینا ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق رُبع صدی تک سلسلہ کی خدمات بجا لا کر ۳۰ جولائی کو اپنے پیچھے ایک سوگوار بیوہ تین لڑکے چار لڑکیاں اور اپنی بذلہ سنجی کی یادیں چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔

مرحوم موصی تھے بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کا خود متکفل ہو۔ آمین۔

مکرم بابا محمد اسماعیل صاحب مرحوم ایک معمّر بزرگ درویش تھے۔ سادہ وضع اور سادہ طبع۔ کم گو اور کم آمیز۔ متقی اور دعاگو چونکہ درویشی کا سارا زمانہ وہ نظارت بیت المال میں بطور مددگار کارکن خدمت بجا لاتے رہے اس لئے "بیت المال" ان کے نام کا ایک جزو لاینفک ہو گیا تھا اور ہم تمام درویش انہیں "بابا محمد اسماعیل صاحب بیت المال" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ مرورِ زمانہ وضع قطع میں بہت تبدیلیاں پیدا کیا کرتا ہے لیکن بابا جی اپنی پرانی وضع کے اس سختی سے پابند رہے کہ وقت کے اثرات ان پر مترتب نہ ہو سکے۔ ۲۴ سال کی درویشی میں وہ ہمیشہ گھٹنوں سے ذرا نیچے تک کی دھوتی، سادہ سی قمیض اور دیسی جوتی میں نظر آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے تقسیم ملک سے بھی قبل کسی درزی سے کئی درجن جوڑے سلوا لئے تھے جو وہ ساری عمر پہنتے رہے۔ کم گوئی اور کم آمیزی ایسی کہ بابا جی قریب سے گزر گئے ہیں لیکن سوائے السلام علیکم کی آواز کے محسوس تک نہیں ہُوا کہ کوئی ادھر سے گیا ہے۔ چند سال قبل اپنی سروس سے پنشن پر ریٹائر ہوئے تھے۔

یوں تو صحت عرصہ سے کمزور تھی لیکن بڑھاپے اور پھیپھڑوں میں نقص کے مرض کے باعث بستر سے دائمی رفاقت کا معاہدہ کر دیا۔ اور خاصا لمبا عرصہ اسی طرح گزار دیا۔ کچھ عرصہ پاکستان میں رہ کر علاج کروایا۔ اور پھر واپس آ کر قادیان اور امرتسر میں زیرِ علاج رہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے علاج معالجہ پر کافی خرچ کیا۔ لیکن جب امرتسر کے ڈاکٹروں نے مایوسی ظاہر کر دی تو مجبوراً واپس قادیان لانا پڑا۔ اور یہیں علاج ہوتا رہا اور پھر ۱۱ مارچ ۱۹۷۲ء کو وہ وقت آ گیا جب مرض موت کے قالب میں ڈھل جاتا ہے۔ وفات کے وقت عمر قریباً ستّر سال تھی۔ مرحوم کے ایک بھانجے مکرم محمد شفیع صاحب درویش قادیان میں ہیں

بابا جی مرحوم متقی اور دعاگو بزرگ تھے موصی بھی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مغفرت فرمائے۔

ہمارے ایک پرانے درویش بھائی مکرم مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی تقسیم ملک کے وقت قادیان میں دیہاتی مبلغین کی کلاس میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ تعلیم مکمل ہوئی تو چونکہ مرحوم بنگالی تھے اس لئے انہیں ان کے وطن مغربی بنگال میں ہی دیہاتی مبلغ کے طور پر متعین کیا گیا۔ جہاں وہ قریباً ۲۱ سال تک تبلیغی خدمات بجا لاتے رہے اور مغربی بنگال کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو خوش اسلوبی سے سنبھالے رکھا اور فریضۂ تبلیغ بجا لاتے رہے جلسہ سالانہ ۱۹۷۱ء کے موقع پر (جو بعض حالات کے باعث فروری ۱۹۷۲ء میں منعقد ہُوا تھا) وہ قادیان آئے۔ انہیں ایک عرصہ سے جگر اور معدہ کی تکلیف تھی جو جلسہ کے موقع پر اور بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ انہیں امرتسر کے وی جے ہسپتال میں داخل کروایا گیا اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ان کے علاج معالجہ پر سینکڑوں روپے خرچ کئے اور دن رات ان کے پاس تیمار دار رکھے گئے۔ لیکن علاج کی ساری سہولتوں کے باوجود مرحوم کی صحت گرتی چلی گئی۔ اور کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ کئی دنوں تک گلوکوز دیا جاتا رہا۔ بالآخر تمام تدبیریں موت سے شکست کھا گئیں اور ۱۴ مارچ کو داعئ اجل کو لبیک کہا۔ ۱۵ مارچ کو درویشوں نے نماز جنازہ پڑھ کر بہشتی مقبرہ میں قطعہ ۹ میں دفن کیا۔

فانی صاحب مرحوم میمن سنگھ (بنگلہ دیش) کے علاقہ کے رہنے والے تھے ۱۹۴۶ء میں بیعت کر کے قادیان آ گئے اور دیہاتی مبلغین کلاس میں داخل ہو گئے تقسیم ملک کے بعد درویشی اختیار کر کے اپنی کلاس میں پڑھتے رہے۔ اور تکمیلِ تعلیم کے بعد خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ بہت ہنس مکھ اور بذلہ سنج تھے ایک بیوہ اور چند بچوں کو اپنی یادگار چھوڑا جو سب قادیان آ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین

تقریر جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۷۲ء

قسط اوّل

آج کے زمانہ میں مذہب کی ضرورت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ع

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

مضمون ہذا کی ضرورت

حضرات! انسان کے مقصدِ حیات تک پہنچنے کا جو راستہ ہے اسے "مذہب" کہتے ہیں پیدائش انسانی کے ساتھ ہی اس کی ضرورت تھی تاکہ انسان خدا تعالیٰ کی رہنمائی و ہدایت کے ماتحت اس پر رواں دواں ہو کر اس سے ایک تعلق پیدا کر سکے۔ مذہب کی ضرورت ازل سے ابد تک ہے

لیکن چونکہ اس وقت دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی اور فلسفہ و حکمت کی ایسی ترقی ہوئی ہے جس کی نظیر ازمنۂ سابقہ میں نہیں ملتی۔ علومِ جدیدہ نئے فلسفہ۔ سائنس کی ترقی اور محیّر العقول ایجادات کے نتیجہ میں انسان اپنے مقصدِ حیات کو بھول کر آستانۂ الٰہی سے دور جا پڑا ہے۔ روحانیت کی شدید کمی ہے۔ دہریت و الحاد کا دور دورہ ہے آج کی ترقی یافتہ دنیا میں مادیت کے نشہ میں سرشار ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کیا جاتا ہے۔ مذہب کو علم و سائنس کی ترقی کی راہ میں روک سمجھا جاتا ہے۔ مادیت اور دہریت کی ترقی کی وجہ سے اخلاق نیکی اور امن کو برباد کیا جا رہا ہے۔ مادی طور پر اگرچہ انسان پتھر اور لوہے کے زمانہ سے ترقی کر کے ایٹم کے زمانہ میں بس رہا ہے اور ایٹمی طاقت کے بل بوتے پر فضاؤں میں اُڑتا بلکہ چاند تک پہنچ گیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر رہا ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس قدر دُور راز فطرت ہے
یہ معمہ سمجھ میں آ نہ سکا
چاند تک تو پہنچ گیا انسان
اپنا معبود اب بھی پا نہ سکا

لہٰذا اب اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ دنیا کے سامنے "مذہب کی ضرورت" اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے فوائد کو پیش کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو اپنے خود ساختہ نظریات کی وجہ سے آستانۂ الٰہی سے دور جا چکے ہیں وہ پھر اس کی ذات پر ایک پُر یقین ایمان لائیں اور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر یعنی مذہب پر عمل کر کے اپنی زندگی کو خوشگوار بنائیں

ماسکو ریڈیو کا عجیب و غریب اعلان

۱۹۵۹ء میں جب روس کے مصنوعی سیارے خلاؤں میں پرواز کر رہے تھے تب ماسکو ریڈیو سے ایک اعلان ہوا جس کو ہند و پاکستان کے اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا۔ چنانچہ اخبار "ڈان" کراچی اپنی ۱۶ رجولائی ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں خبر دیتا ہے کہ

"Moscow radio last night challanged God to work a miracle. What sort of a God is He"? Is He can not even prove His exist-ance ...... If Almighty God really does exist, why does he not work at least one seal miracle so that no one could have any doubt about his reality."

اسی طرح اخبار "صدق جدید" لکھنؤ اپنی اشاعت ۱۲ر فروری ۱۹۵۹ء میں رقمطراز ہے کہ:۔

لندن ۔ ۷ ار جنوری ۔ ماسکو ریڈیو نے کل اعلان کیا ہے کہ روس کے مصنوعی سیارے اور راکٹ خدا سے ملاقات میں ناکام رہے ہیں۔ روسی راکٹوں کو کسی ایسی اعلیٰ و ارفع ہستی کا پتہ نہیں چلا جسے مذہبی لوگ خدا کہتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں"

مذہب کے بارہ میں متضاد نظریات
تصویر کا ایک رُخ

لینن کا مضمون اور مارکس کا نظریۂ مذہب

اخبار پرونتاریہ ۱۳ رمئی ۱۹۰۹ء میں لینن کا ایک مضمون بعنوان

"The attitude of workers party towards Religion"

شائع ہوا ہے جس میں لینن لکھتے ہیں:۔

"Marx said, Religion is the opium of the people and this postulate is the corner stone of the whole philosophy of Marxism with regard religion. Marxism always regarded all modern religious organisations as instru-ments of the bourgeous reaction whose aim is to defend exploitation by stupeffing the workers class."

کہ مارکس نے کہا ہے کہ مذہب لوگوں کے لئے ایک افیون ہے۔ اور مارکسزم اور مذہب کے معاملہ میں یہ مسئلہ ایک بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے مارکسزم ہمیشہ تمام موجودہ مذاہب کو، چرچوں کو اور ہر قسم کی مذہبی تنظیموں کو سرمایہ دار لوگوں کا ایک ایسا آلہ سمجھتا ہے جس کا مقصد مزدور لوگوں کو بیوقوف بنا کر ان کا استحصال کرنا ہے۔

۲۔ اسی طرح کمیونزم کے بانیوں میں سے اینگلز Angles کا نظریہ مذہب کے بارے میں یہ ہے:۔

"Relegion is nothing but the fautastic reflection in the heads of men of those earthly powers which rule over their daily life, a reflection in which earthly powers take on the form of unearthly ones."

(Marx, Lenin and the science of revolution P. 237)

کہ مذہب کی اس سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں کہ زمینی طاقتوں کے چند افراد کے دماغ میں چند فرسودہ تصورات ہیں جن کی وجہ سے وہ دوسرے لوگوں کی روزمرہ زندگی پر اپنا اقتدار اور تسلط جمانا چاہتے ہیں اور اسی فرسودہ تصور کے نتیجہ میں چند زمینی طاقتیں غیر زمینی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

۳۔ اسی پر بس نہیں کمیونسٹ اخبار "پرودتاریہ" اپنی ۲۶ر مئی ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"We must combat reli-gion. This is the ABC of all materilism and consquently of Marxism. Marxism goes further. Down with religion. Long live Atheism. The dissemi-nation of the Athiest view is our chief task."

کہ ہمیں مذہب کو مٹا دینا چاہیئے یہ اقدام مادیت اور مارکسزم کا ابتدائی مرحلہ ہے بلکہ مارکسزم اس سے بھی آگے جاتا ہے اس کا نعرہ ہے کہ مذہب مردہ باد اور دہریت زندہ باد۔ دہریت و الحاد کی تبلیغ کرنا اور اسے دنیا میں پھیلانا یہ ہمارا اہم کام ہے۔

الغرض مارکسزم یا کمیونزم کے پیروکار یا اس کے دلدادہ نہ صرف مذہب سے انکار کرتے ہیں بلکہ وہ اس امر پر مُصر ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہیں کہ مذہب کو دنیا سے مٹا دیا جائے اور الحاد و دہریت کی تبلیغ و اشاعت کی جائے۔ اور عملاً وہ اپنے اس پروگرام پر عمل پیرا ہیں جس کے نتیجہ میں الحاد و دہریت دنیا میں ترقی پذیر ہے۔ اور لوگ مذہب سے بیگانہ و غافل اور دنیوی عیش و عشرت کے دلدادہ اور اس کے نشہ میں مخمور ہیں

تصویر کا دوسرا رُخ

اگر کچھ سائنسدان اور سیاستدان خدا تعالیٰ کی ہستی اور مذہب کا انکار کرتے ہیں تو ہمیں دلفگار ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمیں یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ دنیا میں ایسے سائنسدان اور سیاستدان اور مدبر لوگ بھی ہیں جو مذہب کی ضرورت اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتے ہیں اور دنیا کی اخلاقی و مادی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کو ایک اہم امر قرار دے رہے ہیں چنانچہ

(۱) سائنسدانوں کے امام سر جیمس اپنی کتاب The Mysterious Universe میں رقمطراز ہیں:۔

"Modern scientific theory compels us to think of the Creator as working outside time and space which are part of His creation just as the artist outside his canvas."

یعنی سائنس کا موجودہ نظریہ ہمیں بند

کرتا ہے کہ خالق کے متعلق یہ یقین کیا جائے کہ وہ وقت اور مکان کے باہر اور بالا ہے جیسا کہ ایک مصور تختۂ تصویر سے باہر ہو کر کام کرتا ہے۔

(۲) ایک اور بہت بڑے سائینسدان پروفیسر جولین ہکسلے اپنی کتاب "Science and religion" میں لکھتے ہیں:-

"What we are surest about is that we need more science and more religion ever much more."

یعنی جس امر کے متعلق ہمیں پورے طور پر علم و یقین ہو چکا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اور زیادہ سائینس اور زیادہ مذہب کے محتاج ہیں۔

(۳) دورِ حاضر کے مشہور فلاسفر کانٹ Kant سائینسدانوں کے ذرہ ذرہ عالم کے متعلق نہایت گہری تحقیقات کے مطالعہ کے بعد لکھتا ہے:-

"It is unquestionably necessary to be convinced of Gods existance, but it is not quite so necessary to demonstrate it."

یعنی یہ اقرار کرنا کہ خدا ہے ایک ضروری اور حتمی امر ہے۔ مگر یہ کہ اس ورا الورا ہستی کی حقیقت اور تعریف بیان کی جا سکے ہمارے لئے ضروری نہیں۔

(۴) انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنز میں زیرِ عنوان "Names of God" لکھا ہے:-

"There is no language or nation on the earth which is without the name of God"

کہ اس زمین میں کوئی زبان اور قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالےٰ کا نام نہ پایا جاتا ہو۔

(۵) مسٹر مینسل Mansel ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے نفسِ انسانی پر غور کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں:-

"We are compelled by the constitution of our minds to believe in the existance of an Absolute and infinite. Being a belief which appears forced upon us, as the complement of our conciousness of the relative and the finite."

یعنی ہم ذہنوں کی ساخت کی وجہ سے فطرتی طور پر مجبور ہیں کہ ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھیں جو کہ غیر محدود۔ غنی مطلق اور غیر متناہی وجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقرار ہمارے نفسوں میں نہایت قوی طور پر مرکوز کر دیا گیا ہے۔ اور یہی وہ عرفان ہے جس کے ذریعہ سے ہمارا متناہی اور محدود اشیاء کے متعلق علم مکمل ہوتا ہے۔ یہ عرفان کسی نے ہماری فطرتوں میں راسخ کر دیا ہے۔

(۶) ہندوستان کے مایۂ ناز سیاستدان شری راج گوپال آچاریہ مدراس نے ۱۹۵۷ء میں "انٹرنیشنل فیلوشپ مدراس" میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"He said that without a religious basis a childs character could not be moulded in the proper way. Morality could not but have a religious basis. The soul of man abhorred a vaccum. If religion departed from the human soul, material interest would occupy it."

(Deccan Chronical 3/2/1957)

کہ مذہبی بنیاد کے بغیر بچے کے اخلاق کو مناسب طریق پر سدھارا نہیں جا سکتا۔ اخلاقی اقدار کی بنیاد مذہب ہی ہو سکتا ہے۔ انسان کی روح خلا کو ناپسند کرتی ہے۔ اگر مذہب کو انسانی روح سے الگ کر دیا جائے تو مادی خواہشات اس کی جگہ لے لیں گی۔

(۷) امریکہ کے ایک ماہر نفسیات "پال ڈی رودکر" نے جو محکمہ جنسی جرائم کے ہدایت کار ہیں ایک کتاب "جنسی مجرم" لکھی ہے جس میں جنسی جرائم کے اسباب و علل پر بحث کی ہے اور اس کا بڑا سبب عزت و آبرو اور تحریم و تکریم نفس انسانی کو قرار دیا ہے۔ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶۰ پر رقمطراز ہیں:-

"Every child should receive a religious education in order he may learn to respect God and the laws of nature. Truthfully it may be said that today perhaps more than ever before, there is need of proper religious education and the sense of love and obedience that goes along with it."

کہ ہر بچے کو دینی و مذہبی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے تاکہ وہ خدا اور قوانینِ قدرت کا احترام کرنا سیکھے۔ یہ بات بالکل سچائی سے کہی جا سکتی ہے کہ پہلے کی نسبت آج ہم کو مذہبی تعلیم کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ جذبۂ محبت اور جذبۂ اطاعت کے سیکھنے کا بھی زیادہ ضرورت ہے۔

مذہب کیا ہے؟

مذہب کی تعریف

۱۔ "مذہب" ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی طور پر معنے راستہ۔ سبیل۔ طریق۔ منہاج۔ شریعت اور روش کے ہیں جس کے ذریعہ انسان منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے

مگر اصطلاح میں مذہب اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر عمل کر اپنے مقصدِ حیات تک کوئی انسان پہنچتا ہے۔ عقل اس کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔

۲۔ بعض کے نزدیک مذہب سے مراد وہ اصول و قوانین ہیں جن کے مطابق خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ (دائرہ معارف قرآن)

۳۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد خدا تعالےٰ کی عبادت کے وہ طریق ہیں جو ہر قبیلہ، ہر قوم اور ہر جماعت کے اراکین میں مخصوص طور پر رائج ہیں۔ اور ان کی بنیاد اس یقین پر ہوتی ہے جو ان کے افراد میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ

(الف) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں زیرِ لفظ "Religions" لکھا ہے:-

"Religion by which are meant the modes of divine worship, proper to different tribes and based on the belief held in common by the members of them severally"

(ب) Newness popular Encyclopedia میں لکھا ہے:-

"Religion is the word generally used to describe man's relation to divine or super human powers and the various organised systems of belief and worship in which those relations are expressed including those of primitive peoples. The essential criterion of religion is the attitude of worship"

یعنی مذہب ایک ایسا لفظ ہے جو عام طور پر انسان کے خدا تعالےٰ یا مافوق البشر طاقتوں سے تعلق کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے اور پھر ان مخصوص عقاید اور طریقہ ہائے عبادت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جن میں مذکرہ بالا تعلقات کا اظہار ہوتا ہو۔ خواہ قدیم زمانہ کے لوگوں کا ہی طریق کیوں نہ ہو۔ مذہب کا بنیادی اصول عبادت ہے۔

(۴) بعض کے نزدیک مذہب سے وہ اصول و قوانین مراد ہیں جو انسان اپنے کسی مقصد کے حصول کے لئے مقرر کر لیتا ہے۔ گویا اس سے مراد "دستور العمل ہے"

(۵) حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں

"عربی زبان کے لحاظ سے وہ قواعد جو انسان کو اخلاقی طور پر نہ کہ جسمانی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیں۔ اسی کا نام مذہب ہے"

(ریویو جلد ۱۹ صفحہ ۲۷۵)

جامع مانع تعریف

مذکرہ بالا تشریحات کو ملحوظ رکھتے ہوئے، مذہب کی جامع مانع تعریف یہ ہوئی:-

مذہب سے وہ اصول و قوانین مراد ہیں جو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے اور ان کی پیدائش کا مقصد پورا کروانے کے لئے اپنی مرضی سے اپنے برگزیدہ انسان پر نازل فرماتا ہے۔

(باقی)

اعلانِ نکاح

میرے لڑکے عزیز سید انیس احمد سلمہ اللہ کا نکاح عزیزہ سیّدہ صوفیہ خاتون صاحبہ بنت مکرم سید عبید السلام سے بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر بمقام سونگڑہ ۸/۲ کو پڑھا گیا۔ احبابِ کرام اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے تہ دل سے دعا فرماویں

خاکسار نے اس خوشی کے موقع پر پانچ روپے شکرانہ ادا کر دیا ہے۔

خاکسار سید ہمام الدین احمد جمشید پور

(درخواستِ دعا)

میری تین بچیوں عزیزہ یاسمین۔ عزیزہ نشاط اور عزیزہ بشریٰ نے میڈیکل کمپیٹیشن کا امتحان دیا ہوا ہے۔

تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے۔

خاکسار عذرا شمیم۔ آرہ بہار

تتمہ مضمون

"مقدس پولوس" کی طرف سے عیسائیت میں ردّ و بدل

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

اس عنوان کے تحت میرے مضمون کی دوسری قسط مندرجہ اخبار بدر ۱۳ جولائی ص۵ کالم ۲ کے درمیان مسیحی مناظر پادری عبدالحق صاحب کا یہ چیلنج تو درج ہوا ہے کہ

"قادیانی ادّعا کے مطابق گویا جھوٹے مدعی کے لئے خدا نے قتل کئے جانے کا قانون مقرر کیا ہے .... ساری بائیبل میں سے اس قسم کی عبارت سارے قادیانی مل کر بھی نہیں دکھلا سکتے"

اس کا جواب درج ہونے سے رہ گیا ہے لہٰذا اس کمی کو پورا کیا جا رہا ہے

پادری صاحب موصوف کے اس چیلنج کے جواب میں عرض ہے کہ یہ چیلنج پادری صاحب کی بائیبل سے کم علمی و عدم واقفیت کا نتیجہ ہے جو ہمارے جواب سے عیاں ہو جاتا ہے

ہمارا اعتقاد قرآن کریم کی رو سے یہ ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مرحوم نے الزام خصم کے طور پر بائیبل سے جھوٹے مدعی کے قتل کئے جانے کا ذکر کیا تھا۔ اس پر پادری صاحب نے اوپر والا چیلنج دیا ہے۔ اور بائیبل میں سے اس قسم کا حوالہ پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے یہ ڈینگ چلائی ہے کہ سارے قادیانی ساری بائیبل میں سے اس قسم کی عبارت نہیں دکھلا سکتے

لہٰذا ان کے اس چیلنج کی قلعی کھولنے کے لئے بائیبل کا حوالہ پیش ہے۔ لکھا ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت گو کوئی فلاسفر ہو یا حکیم ہو اس کی بات کو نہ مانو۔ بلکہ تم خدا سے ڈرو۔

"اور اس کے حکموں کو حفظ کرو۔ اور اس کی بات مانو۔ تم اس کی بندگی کرو۔ اور اس سے لپٹے رہو۔ اور وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا۔"

(توریت استثناء ۱۳ ؍ ۴ تا ۵)

یہ پرانا ترجمہ ہے جس کا حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا۔ اس میں لکھا ہے کہ وہ

قتل کیا جائے گا

مگر موجودہ ترجمہ جو میرے ہاتھ میں ہے اور بائیبل سوسائٹی انارکلی لاہور نے شائع کیا ہے اس میں اس کے برخلاف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ

"وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے۔"

مگر پھر بھی جھوٹے مدعی نبوت یا خواب بین کے قتل کا ذکر صراحت سے موجود ہے مگر پادری صاحب اس سے بے خبر محض ہیں۔

بہرحال، خادم صاحب نے اپنا استدلال اس کے مطابق اس لئے کیا تھا کہ یہ خصم کے لئے حجت ہے، دونوں صورتوں میں یعنی خواہ وہ قتل کیا جائے گا۔ یا قتل کیا جائے جیسا کہ استثناء ۱۳ ؍ ۵ میں ہے۔

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ بائیبل کے مختلف حوالجات میں کسی میں قتل کا ذکر ہے۔ کسی میں ہے خدا کا ہاتھ اس جھوٹے مدعی پر چلے گا۔ (حزقیل ۱۳ ؍ ۹ تا ۱۴) کسی میں دُم کے کاٹے جانے کا ذکر ہے (یسعیاہ ۹ ؍ ۱۵) کسی میں ہے کہ خدا اسے ہلاہل یعنی سم قاتل پلائے گا (یرمیاہ ۲۳ ؍ ۱۵) کسی میں ہے کہ جھوٹے مدعی کو دنیا سے خارج کر دوں گا (زکریا کی کتاب ۱۳ ؍ ۲ تا ۵) اور اعمال الرسل نیا عہدنامہ میں ہے کہ تھیوڈاس جھوٹا مدعی مارا گیا اور یہوداہ جلیلی ہلاک ہوا۔ اور اس آخری حوالہ میں معیار یہ بتایا گیا ہے کہ

"اگر یہ تدبیر یا کام انسان سے ہے تو ضائع ہو گی پر اگر خدا سے ہے تو تم اسے ضائع نہیں کر سکتے"

(اعمال ۵ ؍ ۳۵)

ایسا ہی داؤد کی زبور میں بھی جھوٹے نبیوں کے ہلاک کئے جانے کا ذکر موجود ہے ان سے صاف عیاں و روشن ہے کہ دراصل معیار جھوٹے مدعیٔ نبوت کی ہلاکت ہے۔ وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔ یہ ہلاکت خواہ بذریعہ قتل ہو یا کسی اور طرح سے۔ مذکورہ دونوں قسم کے حوالے عیسائیوں کے لئے حجت ہیں۔ بہرحال قتل کا ذکر بھی بائیبل میں موجود ہے۔ جس سے وہی انکار کر سکتا ہے جو بائیبل سے ناواقف ہو یا پھر عمداً حق سے روگردان و منحرف ہو۔ اور اس پر پردہ ڈالنا چاہتا ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ تمام حوالجات عیسائیوں کے سامنے اس عنوان کے تحت پیش فرمائے تھے

"توریت اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں کی جھوٹے نبیوں کی نسبت پیشگوئیاں"

یہ حوالجات اربعین نمبر ۱۹۰۰ء ص ۸۵ تا ص ۸۹ میں درج ہیں اس پر ستر بہتر سال گزر رہے ہیں۔ مگر کسی پادری کو تردید کی جرأت نہیں ہوئی اتنے عرصہ کے بعد پادری عبدالحق صاحب "رئیس المناظرین" ان کی طرف سے آنکھیں موند کر آج ہمیں چیلنج دے کر بائیبل کو جھٹلا رہے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ سارا عالم عیسائیت بائیبل کے ۱۲۵۰ تراجم کی اشاعت کا ذکر تو بڑے فخر سے کرتا ہے۔ مگر کفارہ کی برکت کے نتیجہ میں بائیبل کو عمل کے میدان سے دھکے دے کر اور خارج کر کے اور شریعت پر عمل کئے بغیر فضل الٰہی کا جھوٹا امیدوار بن کر مادر پدر آزاد ہو چکا ہے۔ اور اپنے کئے کے نتائج سے غافل اور دوسروں کو یہ زہر ہلاہل و سم قاتل پلانے میں مصروف۔

ہم نے پولوس کی طرف سے عیسائیت میں ردّ و بدل کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اور اس بات کا بھی کہ پولوس بڑا مکار اور چالباز تھا اور اس بات کا اس نے خود بھی اعتراف کیا ہے حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔ مزید ایک حوالہ پیش کر کے اسے ختم کرتا ہوں۔ پولوس کے ساتھ اس کے ساتھیوں کا تنازع رہتا تھا اور وہ ان میں مکار مشہور تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے:۔

"ممکن ہے کہ میں نے خود تم پر بوجھ نہ ڈالا ہو۔ مگر مکار جو ہوا اس لئے تم کو فریب دے کر پھنسا لیا ہو"

(۲ کرنتھیوں ۱۲ : ۱۶)

"مکار" پولوس نے اپنی مکاری سے تمام عالم عیسائیت کو مکار بنا کر رکھ دیا۔ اور وہ بھی اس کے نقش قدم پر قدم مار کر بائیبل میں دن رات ردّ و بدل کرتے رہتے اور طرح طرح کی چالوں و مکاریوں سے لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتے رہتے ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

٭

یادگیر میں ہفتہ قرآن مجید

مرکزی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ یادگیر میں مورخہ یکم وفا تا ۷ ؍ وفا ہفتہ قرآن مجید منایا گیا۔ روزانہ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ یادگیر میں قرآن کریم کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر درس دیا گیا۔ خدا کے فضل سے احباب کرام نے روزانہ اس درس میں شمولیت کر کے استفادہ کیا۔ احباب کے علاوہ مستورات بھی ہر روز درس میں شریک ہوتی رہیں۔ لوکل جماعت کے مکرم سیکرٹری صاحب تعلیم کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق جلسے ہوئے۔

یکم وفا۔ خاکسار عبدالحلیم مبلغ نے قرآن پاک کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات بیان کئے

۲ ؍ وفا۔ مکرم محمد خواجہ صاحب غوری نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں قرآن پاک کی عظمت بیان کی

۳ ؍ وفا بروز پیر۔ مکرم نذیر احمد صاحب چوہدری نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ قرآن پاک کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے

۴ ؍ وفا۔ بروز منگل۔ مکرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری نے قرآن پاک کی تعلیمات میں سے پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایات بیان کیں

۵ ؍ وفا بروز بدھ۔ بارش کی وجہ سے نمازیں جمع ہو گئیں اور جلسہ نہ ہو سکا

۶ ؍ وفا۔ بروز جمعرات۔ مکرم بشیر احمد صاحب گلبرگی نے قرآن کریم ... نعمت عظمیٰ ہونے پر درس دیا

۷ ؍ وفا۔ بروز جمعۃ المبارک۔ بعد نماز مغرب محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم نذیر احمد صاحب گلبرگہ نے کی اور نظم مکرم فضل احمد صاحب تیر گر نے پڑھی۔ اس کے بعد تقریری پروگرام شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم محمد خواجہ صاحب غوری نے "تلاوت قرآن پاک کی اہمیت" کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر خاکسار نے "فضائل قرآن مجید" پر کی۔ جو آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری سیکرٹری دعوت و تبلیغ نے "سورۂ فاتحہ کی برکات" پر احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔

آخر میں محترم صدر جلسہ نے قرآن پاک کو پڑھنے اور پڑھانے اور اس کی پاک تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ دعا کے بعد یہ مبارک جلسوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ احباب کرام ان جلسوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرماویں

خاکسار عبدالحلیم مبلغ سلسلہ مقیم یادگیر

درخواست دعا:۔ میرے بڑے لڑکے کی تعلیم کا سوال بڑا پیچیدہ تھا جو خدا کے فضل سے حل ہو گیا ہے اور دو بچوں کی صحت خراب تھی اب الحمد للہ اچھی ہے آئندہ بھی ان کے لئے دعا فرمائی جائے۔ شکرانہ فنڈ اور اعانت بدر پر دس روپے ارسال ہیں۔ خاکسار غلام محمد احمدی اندول آتمکور

اذکروا موتاکم بالخیر

برادرم مکرم سیّد محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ) کی وفات

از مکرم مولوی سید محمد موسےٰ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ سونگڑہ

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مولوی سید محمد زکریا صاحب مرحوم مورخہ ۲۷ ہجرت ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۷ مئی ۱۹۷۲ء کو اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور بہت سے صفاتِ حسنہ سے متصف تھے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اشعار بڑے درد و الحاح کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ خود بھی روتے جاتے تھے اور مجلس کو بھی رلاتے تھے۔ افسوس کہ آنسوؤں سے وہ لبریز چہرہ آج ہمارے سامنے نہیں۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

اے محبتِ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

بڑے بھائی صاحب مرحوم اور خاکسار کے منجھلے بھائی مکرم مولوی سید محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ سورو جنہیں اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے سورو میں ایک فعال جماعت قائم کرنے کی توفیق دی، یہ دونوں بچپن ہی کی عمر سے احمدیت کی طرف راغب تھے۔ بڑے بھائی صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ ہماری والدہ ماجدہ ناخرہ بی بی صاحبہ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچتے ہی احمدیت قبول کر چکی مگر محترم والد ماجد سید حسن علی صاحب مرحوم نے احمدیت قبول نہیں کی تھی۔ آپ اپنے گاؤں کی مسجد کے پیش امام تھے اور تہجد گزار تھے۔ اس لئے ہمارے نانا جان مکرم مولوی سید سعید الدین صاحب رضؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ داماد ضرور احمدیت قبول کرے گا۔ کیونکہ یہ عبادت گزار اور تہجد گزار ہے۔ خاکسار کے والد مرحوم بھی بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت تو مجھ پر عیاں ہو چکی تھی مگر ایک حجاب مانع تھا جس کے باعث میں بیعت نہیں کر سکتا تھا۔

بہرحال خاکسار کے بڑے بھائی صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم کشمیری مبلغ جو ان دنوں کیرنگ میں تھے سونگھڑہ تشریف لائے اور محلہ گوہالی پور میں حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحب کے مکان پر موصوف کی تقریر ہوئی۔ والدہ مرحومہ نے ہم دونوں (یعنی مولوی سید محمد زکریا صاحب اور مولوی سید محمد یونس صاحب) کو تقریر سننے بھجوا دیا۔ تقریر کے بعد رات کو جب ہم گھر پہنچے تو والد صاحب مرحوم اور والدہ مرحومہ میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ والد مرحوم کہہ رہے تھے کہ میری اجازت کے بغیر بچوں کو کیوں اس تقریر میں لے جایا گیا۔ اور والدہ مرحومہ کہہ رہی تھیں کہ دین اسلام کی باتیں سننے کے لئے اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ یہ جھگڑا شدت پکڑ گیا۔ بڑے بھائی کہہ رہے تھے کہ رات کو سب بھوکے سو گئے۔ اور ہم دونوں بھائیوں نے فیصلہ کر لیا کہ والد صاحب احمدی ہوں یا نہ ہوں ہم دونوں احمدی ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہمیں احمدیت کی تعلیم اور دشمن کی نظمیں بڑی پسند آنے لگ گئی تھیں۔

خدا کی قدرت اسی رات والد صاحب مرحوم نے ایک مبشر خواب دیکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کا اشارہ تھا۔ ادھر جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم کشمیری جو محلہ گوہالی پور میں ٹھہرے ہوئے تھے صبح سویرے محلہ رسول پور پہنچے۔ اور ہمارے آبائی مکان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ اس مکان والے سے میری ملاقات کرواؤ مجھے امید ہے (یا یہ کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے) کہ یہ بیعت کر لیں گے۔ چنانچہ وہ والد صاحب مرحوم سے ملے دونوں میں باہم سوال و جواب ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا اور کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ بڑے بھائی صاحب بیان کرتے تھے کہ ادھر ہم دونوں بھائی اور والدہ بھی دعائیں کر رہے تھے۔ بالآخر جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم نے آواز دی کہ حسن علی کی والدہ کو مبارک باد کا پیغام پہنچا دیں کہ ان کے بیٹے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ الحمد للہ۔

اس طرح سے ہم چار بھائی اور والد صاحب احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔ بڑے بھائی صاحب بیان کرتے تھے کہ اس کے بعد ہم پر مشکلات مصائب اور مخالفت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مگر اس دن کی خوشی کے مقابلہ میں یہ کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ ہم دو بھائی یعنی مکرم مولوی سید ابوصالح صاحب صدر جماعت احمدیہ اوام پی کٹک اور خاکسار اس وقت چھوٹے بچے تھے اس لئے اس خوشی کا لطف ہم نہیں اٹھا سکے۔ تاہم یہ بھی ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم بچپن ہی سے احمدیت میں داخل ہو گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جب بڑے بھائی صاحب مرحوم انٹرنس کا امتحان دے کر گھر آئے تو سونگھڑہ کے احمدی نوجوانوں کو اکٹھا کیا۔ یہ غالباً ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے اور نوجوانوں کی ایک مجلس قائم کی جس کا نام انہوں نے "محبانِ احمدیت" رکھا جس کے اجلاس ہفتہ وار ہوا کرتے تھے اور نوجوانوں کو تقاریر کی مشق کروائی جاتی تھی۔ یہ نوجوان تبلیغی دورے بھی کیا کرتے تھے۔ ابھی یہ سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ ۱۹۳۴ء میں حضرت مصلح موعود رضؓ نے تحریک جدید کا سلسلہ جاری فرمایا۔ مطالبات تحریک جدید میں سے ایک یہ تھا کہ جو نوجوان بیکار ہیں وہ گھروں سے باہر نکل جائیں اور کوئی شغل اختیار کریں۔ چنانچہ مرحوم کچھ زادِ راہ لے کر باہر نکل گئے اور پھرتے پھراتے بھدرک پہنچے جہاں مکرم مولوی نور محمد صاحب مرحوم ڈی ایس پی کے بچوں کو معمولی گزارہ پر تعلیم دینے لگے۔ اسی اثناء میں ان کی پہلی بیوی مرحومہ کا انتقال ہو گیا مگر وہ صبر و برداشت سے کام لے کر بھدرک میں ہی ٹھہرے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد بھدرک کے نارائن چندر سکول میں اردو ٹیچر لگ گئے۔

ان دنوں خاکسار مڈل تک تعلیم پا کر سکول سے فارغ ہو چکا تھا کیونکہ والد صاحب مرحوم کی حیثیت مزید تعلیم دلوانے کی نہ تھی۔ بڑے بھائی صاحب مرحوم نے مجھے بھدرک بلوا لیا اور وہاں کے ہائی سکول میں داخل کروا دیا۔ خاکسار چار سال تک ان کے ساتھ رہا اور میں نے دیکھا کہ مرحوم باقاعدہ تہجد گزار تھے۔ آپ نے اپنی زندگی نیکی اور تقوےٰ کے ساتھ بسر کی۔

قیام بھدرک کے دوران ایک رات قریباً تین بجے کسی کے کراہنے اور رونے کی آواز سن کر میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ بڑے بھائی صاحب مرحوم سجدہ میں ہیں اور زاری و الحاح سے اپنے مولیٰ کے حضور دعا کر رہے ہیں۔ اللّٰھم اغفرلہٗ

مرحوم ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ بھدرک کے صدر چلے آ رہے تھے اور نہ صرف بھدرک کی جماعت انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی بلکہ بھدرک تمام مسلم و غیر مسلم بھی ان کی عزت کرتے تھے۔ اور ہر طبقہ کے لوگ اپنی خوشی اور غم کی تقاریب میں بلایا کرتے تھے۔ وہاں کا نوجوان طبقہ آپ ہی کے نیک نمونہ کے باعث احمدیت کی طرف راغب ہوا۔

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ کا مصمم ارادہ تھا کہ ہمہ تن دینی خدمات میں مشغول ہوں لیکن ساتھ ہی بیماری کا جو لمبا سلسلہ چلا اس نے مہلت نہ دی پہلے فالج کا حملہ ہوا۔ اس سے ذرا افاقہ ہوا تو دردِ شکم شروع ہو گیا اور کمزوری نے بستر پر لٹا دیا۔ اور ڈاکٹروں نے بھی مایوسی ظاہر کر دی۔ اس کمزوری کی حالت میں اپریشن بھی خطرناک تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اور درویشان کرام اور بزرگان سلسلہ سے دعا کے لئے عرض کیا آخر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ایک ڈاکٹر نے ہمت کر کے اپریشن کر ہی دیا۔ اس کے بعد تین چار ماہ تک صحتیاب رہے۔ اور گو ابھی سفر کے قابل نہ تھے لیکن میرے منع کرنے کے باوجود دینی خدمت کے جذبہ سے میرے ہمراہ تاراکوٹ عید الاضحیہ کے موقع پر پہنچے۔ میرے منع کرنے پر کہا کہ میں نے خدا تعالےٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ اپریشن کے بعد صحتیاب ہو جاؤں گا تو دین کی خدمت کروں گا۔ تاراکوٹ میں عید الاضحیہ اور دوسرے روز جمعہ کے خطبات آپ نے ہی دئے۔ وہاں سے واپسی پر بیماری کا دوبارہ حملہ ہوا اور آپ اس حملہ سے جانبر نہ ہو سکے۔ اور کٹک میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی وفات کے وقت خاکسار کٹک میں موجود نہ تھا جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ بڑے بھائی مکرم سید ابوصالح صاحب کو اللہ تعالےٰ نے خدمت کی توفیق دی۔ مرحوم کی وفات کے قریباً ایک ماہ بعد خاکسار نے ایک مبشر خواب دیکھا کہ مرحوم کی نعش اور ایک اور شخص کی نعش کو بہشتی مقبرہ قادیان لے جایا جا رہا ہے جب یہ نعشیں بہشتی مقبرہ کے پاس پہنچیں تو یوں معلوم ہوا کہ بہشتی مقبرہ کے بہت سے دروازے ہیں۔ آخر ان میں سے ایک دروازہ کھولا گیا اور ان نعشوں کو اندر داخل کر دیا گیا۔ اللّٰھم اغفرلہٗ

مرحوم کی آخری خواہش کے مطابق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور مرکز قادیان میں بھی جنازہ غائب کے لئے درخواست کی گئی۔ احباب کرام مغفرت کی دعا کریں

اعلانِ نکاح و تقریبِ رخصتانہ

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز بی۔ ایم داؤد احمد صاحب بی اے بی ایل واقفِ زندگی کا نکاح مورخہ ۲/۷ کو عزیزہ فاطمہ بشریٰ صاحبہ بی ایس سی بنت مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب بنگلور کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپے حق مہر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھا دوسرے دن رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ اور اگلے روز دعوت ولیمہ دی گئی۔ اس موقع پر خاکسار نے اعانتِ بدر میں دس روپے اور صدقہ میں دس روپے ادا کئے ہیں احباب اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہونے کیلئے دعا کریں

خاکسار بی ایم نثار احمد احمدی بنگلور

احیاء اُمتِ مسلمہ کیونکر مقدّر ہے؟

بقیہ صفحہ نمبر (۲)

چکا چوند کرنے والا نور ختم ہے۔ اور قوم ہنود کے قلوب میں بطور قوم یہ نور داخل ہونا محال ہے۔ جبکہ اس سے پہلے ہند۔ پاکستان۔ بنگلہ دیش۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے کم و بیش پینتیس ۳۵ کروڑ کی مسلم آبادی کی اکثریت ہنود اور بودھوں میں سے آئی تھی۔ کیا اب اللہ تعالیٰ کی طاقت ہادی ہونے کی اور اسلام کی سیرۃ ہدایت دینے کی اور صراطِ مستقیم دکھانے کی ختم ہو چکی ہے۔ معاذ اللہ۔ ایسا خیال ایمان کو بھسم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :-

(الف) — وما ارسلنٰك الا کافۃ للناس (سورہ سبا) کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لئے رسُول بنا کر بھیجے گئے ہیں

(ب) — کتب اللہ لاغلبن انا ورُسُلی (سورہ مجادلہ) کہ مجھ خدا کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہوتے ہیں۔ گویا مغلوبیت ہو تو اُسے عارضی تصوّر کیا جائے اصل غالب رہنا ہے۔

(ج) — ما ودّعك ربّك وما قلیٰ وللآخرۃ خیر لك من الاُولیٰ۔ (سورۃ الضحیٰ) اللہ تعالیٰ نے حتمی وعدہ حضور علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ "تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا۔ اور نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہو گی"

مطلب یہ ہے کہ ایک گھنٹہ قبل اگر اس وقت تک حضور علیہ السلام پر صادق ایمان لانے والوں کی تعداد سو کھرب ہو چکی تھی تو ایک گھڑی بعد اس میں اضافہ ہی ہوگا کمی نہ ہو گی۔ ان صالح متبعین کے وردِ درود اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے مدارج عالیہ میں اور اضافہ ہو گا۔ اور حضورؐ کی برکات اور زیادہ ظاہر ہوں گی۔ اور اس سے یہ مفہوم بالوضاحت نکلتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک جماعت مسلمانوں کی راہِ صدق و سداد پر قائم رہنے والی موجود ہو گی جس کی نشانی حضور علیہ السلام نے یہ بتائی کہ ما انا علیہ و اصحابی کہ یہ جماعت میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہو گی۔

ان الٰہی وعدوں کے باوجود ہنود کی قوم کے قبولِ اسلام کو ایسا محال قرار دینا جیسے ہر گھر میں غیب سے غلّہ کی بوریاں پہنچنا یا کسی میز کو گویائی عطا ہونا۔ اور اسے خلافِ قانونِ قدرت قرار دینا۔ ایسا خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے انکار کے مترادف ہے۔

—— (۳) ——

ان مایوس طبع لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی کرامت یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کو اور زیادہ آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ وہ آئے اور مصیبتوں کے در کھل گئے۔ اور مسجد اقصیٰ بھی ہاتھوں سے گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے بھی ان کی قوم پر مصائب کا سلسلہ جاری تھا آپ کی ولادت پر ان کی صالحہ والدہ اور خاندان محبوسِ مصائب ہوئے۔ پھر مبعوث ہونے پر آپ کی قوم زیادہ تختۂ آلام بنی۔ پھر چالیس سال تک جنگلوں میں سرگرداں پھرتی رہی۔ اور آلِ فرعون پر خون۔ مڈیوں وغیرہ کے عذاب وارد ہوئے۔ کونسا نبی ہے جس کے ماننے والے مشقِ مظالم نہیں بنے تاکہ وہ صبر و استقامت سے کام لے کر اجرِ جزیل کے مستحق ہوں۔ اور یہ ابتلاء ان کے لئے موجبِ اصطفاء ہو۔ اور کونسا نبی ہے جس کے نہ ماننے والوں پر رجزِ الیم وغیرہ کے عذاب وارد نہیں ہوئے تاکہ وہ اپنی بدعملی کا بدلہ پائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا۔ اور آپؑ کے حواریوں کو اذیتیں دی گئیں۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں پر ابتداء میں کیسے مظالم ہوئے۔ مقاطعہ ہوا۔ کلام و طعام، رشتہ و ناطہ اور خرید و فروخت بند ہوئی۔ ایسے ظلم کئے گئے کہ ان کے تصوّر سے ہی لرزہ طاری ہوتا ہے۔ حبشہ کی طرف چند اصحاب نے ہجرت کی۔ مدینہ منورہ کی طرف حضور علیہ السلام اور صحابہؓ نے ہجرت کی۔ وہاں یہود اور منافقین کی سازشیں جاری ہیں اور دیگر قبائل کو اکسا کر جنگیں کروائی گئیں۔ اور حضور علیہ السلام کے وصال تک یہ جنگیں اور اسود عنسی وغیرہ کے فتنے جاری رہے۔ یہ امر سوئے ادب ہے کہ حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی آمد کی طرف مصائب یا اُن کی زیادتی کو منسوب کیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں گروہ آپؑ کی طرف مصائب کے وُرود کو منسوب کرتے تھے۔ چنانچہ سورۃ الاعراف میں بیان ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:-

"فرعون کی قوم میں سے (بعض) سرداروں نے کہا کہ کیا تو نے موسیٰ اور اس کی قوم کو (آزاد) چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے ملک میں فساد کریں۔ اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ اُس نے کہا کہ ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے۔ اور ہم ان پر غالب ہیں۔ (اس پر) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگتے رہو۔ اور صبر سے کام لو۔ ملک تو اللہ کا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے۔ اور اچھا انجام متقیوں کے ہی ہاتھ رہتا ہے۔ وہ (یعنی قوم موسیٰ کے لوگ) بولے۔ تیرے آنے سے پہلے بھی ہم کو تکلیف دی جاتی تھی۔ اور جب سے تو ہمارے پاس آیا ہے اس وقت سے بھی ہم کو تکلیف دی جاتی ہے۔ اُس (یعنی موسیٰ) نے جواب دیا کہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو تباہ کر دے۔ اور ملک میں تم کو اپنا جانشین بنا دے۔ اور پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ اور ہم نے آلِ فرعون کو (قحط والے) سالوں اور پھلوں کی پیداوار کی کمی سے پکڑا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ پس جب ان پر خوشحالی کا زمانہ آتا تو وہ کہتے یہ تو ہمارا حق ہے۔ اور اگر ان پر مصیبت کا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست کا نتیجہ سمجھتے"

اسی رنگ میں مسجد اقصیٰ کے ہاتھوں سے جانے وغیرہ کے مصائب و آلام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ کیا امتِ مسلمہ اور مسلم ممالک کا تفرق و انشقاق۔ غلط قیادت، کوئی نصف صدی قبل غلط فتاویٰ دے کر مسلمانوں کو افغانستان وغیرہ ہجرت کروانا (جن کے شدید نقصانات کا الجمعیۃ کو اقرار ہے) اور قیامِ مملکتِ اسرائیل اور مصر وغیرہ کی شکست کیا یہ سب کچھ جماعتِ احمدیہ کے قائدین کے ہاتھوں ہوا؟

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ماریشس کے زیرِ اہتمام جلسہ سیرت النبی صلعم

بقیہ صفحہ اوّل

مافوق البشر تصوراتی حدود، اور سرحدِ ادراک سے بالا، انسانی پہنچ سے باہر کے جکڑوں سے نکال کر اسے انسانی زندگی کا حصّہ ثابت کیا۔ اور ہر شعبۂ زندگی میں مذہب پر عمل کر کے دکھایا اور اس کی ابدی افادیت کو واضح کیا۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح مذہب انسانی زندگی اور کردار کی تشکیل کرتا ہے۔ اور کس طرح یہ ایک سادہ سچی اور زندہ حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے ماننے والوں کے اندر ایسی زبردست تبدیلی پیدا ہوئی کہ ان کے ذریعہ سے دُنیا میں ایک زبردست خوشگوار انقلاب پیدا ہوا۔

مسٹر رائے کے اس فکر انگیز خطاب کے بعد برادرم مکرم صدیق احمد صاحب منوّر مائیک پر تشریف لائے اور آپ نے حاضرین سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردہ عظیم رُوحانی انقلاب پر خطاب کیا۔ آپ نے بدلائل و براہین اور متعدد واقعات پیش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کی شان اور عظمت کو واضح کیا اور بتایا کہ کس طرح آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ انسانوں کا ایک مثالی معاشرہ قائم کیا۔ یہ لوگ آپؐ سے اپنی جان مال اور اولاد سے بڑھ کر محبت رکھتے تھے۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت اور ان کے احکام کی تکمیل میں انہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور رہتی دُنیا تک قربانی ایثار اور محبت کی ایک شمع روشن کر گئے۔ بعد ازاں جماعت کے دوستوں نے مسنون طریق پر اور دیگر غیر مسلم دوستوں نے اپنے رنگ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ واپسی پر مہمانوں کی خدمت میں جماعت کے اخبار "Le Message" کا تازہ شمارہ تحفۃً پیش کیا گیا۔

۷ مئی کو تین مرتبہ اُردو، انگریزی اور فرنچ خبروں کے دوران ٹیلی ویژن پر جلسہ کے مناظر کے ساتھ اس کی تفصیلی خبر نشر کی گئی اسی طرح ریڈیو پر بھی انگریزی اور فرنچ خبروں میں یہ خبر نشر کی گئی۔ ماریشس کے چار مؤقر اخبارات ماریشس ٹائمز۔ ایڈوانس۔ — Le Maur iaeni اور ڈی نیشن نے ہمارے جلسہ کی مفصّل رپورٹ بڑے عمدہ رنگ میں شائع کی۔ جلسہ میں خدا کے فضل سے ماریشس کے چاروں کونوں سے آنے والے احمدی، غیر از جماعت اور غیر مسلم دوستوں نے شرکت کی۔ معروف شخصیتوں میں جناب گورنر جنرل صاحب ماریشس۔ PEREDERETON نمائندہ کیتھولک بشپ آف پورٹ لوئس۔ یونائیٹڈ نیشنز ڈیولپمنٹ پروگرام ڈیپارٹمنٹ کے مسٹر DE CASTELCT، سپرنٹنڈنٹ آف پولیس روز ہل۔ جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس پورٹ لوئس۔ راما کرشنا مشن کے ہیڈ سوامی تھوا بودھا نندا۔ کرسچین سائنس سوسائٹی کے مسٹر ایک روڈرے، مسٹر گنگا دوبی ای اور دیگر بہت سے معززین شامل تھے۔

بالآخر احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم جماعت احمدیہ ماریشس کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ اسلام کی توفیق بخشے آمین۔

درخواستِ دعا

خاکسار کے پھوپھا مکرم قریشی احمد حسین صاحب احمدی کے دائیں پیر میں چھوٹا سا زخم ہوا لیکن اب وہ بدستور بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے بہت تشویش ہے۔ جملہ احبابِ جماعت سے اُن کی صحتِ کاملہ کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

خاکسار :- شفیق احمد احمدی۔ تیماپور۔

اِمتحان میٹرکیولیشن میں نمایاں کامیابی

قادیان کے ۶ احمدی بچے اور ۱۲ بچیاں امسال تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف سے میٹرکیولیشن امتحان میں شریک ہوئے۔ گزشتہ دنوں نتیجہ نکلا۔ اس کی رُو سے احمدی طالبات کا نتیجہ نہ صرف یہ کہ سو فیصدی رہا بلکہ اُن میں سے پانچ طالبات نے فرسٹ ڈویژن اور چھ نے سیکنڈ ڈویژن لی۔ صرف ایک طالبہ تھرڈ ڈویژن میں آئی۔ فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والی بچیوں میں سے صاحبزادی امۃ الکریم کوکب بنت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خاص طور سے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ آپ $\frac{650}{900}$ نمبر حاصل کر کے میرٹ لسٹ میں آئیں اور ضلع بھر کی جملہ طالبات میں تیسری پوزیشن رہی۔

ادارہ بدر اس نمایاں کامیابی پر حضرت میاں صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں خصوصیت سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادی صاحبہ کی اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کے لئے پیش خیمہ بنائے۔ اور ترقیات پر ترقیات دیتا چلا جائے۔

نصرت گرلز سکول سے کامیاب ہونے والی جملہ ۱۲ طالبات کے نتائج ترتیب وار اس طرح ہیں:۔

(۱) صاحبزادی امۃ الکریم کوکب	بنت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	۶۵۰/۹۰۰	I	ڈویژن میرٹ لسٹ
(۲) عائشہ بیگم	بنت مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش۔	۶۱۲	I	ڈویژن
(۳) ساجدہ رحمان	؍ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل	۵۶۰	I	؍
(۴) امۃ اللطیف	؍ میاں عبدالرحیم صاحب سندھی درویش	۵۵۹	I	؍
(۵) طاہرہ بدر	؍ مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری۔	۵۴۲	I	؍
(۶) نصرت بیگم	؍ محمد دین صاحب بدر درویش	۵۱۸	II	؍
(۷) سلیمہ بیگم	؍ احمد حسین صاحب درویش۔	۵۱۲	II	؍
(۸) ساجدہ ثریا	؍ قاضی عبدالمجید صاحب	۴۸۲	II	؍
(۹) بشریٰ بیگم	؍ قریشی فضل حق صاحب	۴۵۶	II	؍
(۱۰) ناصرہ بیگم	؍ شریف احمد صاحب ڈوگر	۴۵۶	II	؍
(۱۱) رشیدہ سلطانہ	؍ چوہدری عبدالحق صاحب درویش	۴۱۰	II	؍
(۱۲) فاطمہ زہرہ	؍ محمد احمد صاحب نسیم درویش	۳۹۶	III	؍

کامیاب طلبہ تعلیم الاسلام ہائی سکول

(۱) انیس احمد اسلم	ابن مکرم یونس احمد صاحب اسلم درویش مرحوم	۴۷۵	II	ڈویژن
(۲) عبدالمالک	ابن مرحوم عبدالرحیم صاحب ملکانہ	۴۷۴	II	؍
(۳) منصور احمد	ابن مکرم منظور احمد صاحب جیمہ ناصر آبادی درویش۔	۴۶۴	II	؍
(۴) محمد یعقوب	ابن ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش ریڈیو میکر	۴۳۰	II	؍
(۵) نصیر احمد	ابن مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش	۳۹۸	III	؍

اِس موقعہ پر جناب ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام اور محترمہ ہیڈ مسٹریس صاحبہ نصرت گرلز سکول اور تمام عملہ بھی خاص مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی توجہ اور جانفشانی سے قابلِ قدر نتیجہ رہا۔ فجزاھم اللّٰہُ احسن الجزاء۔

(ایڈیٹر بدر)

سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے سابق سٹیٹ منسٹر گورنمنٹ پنجاب کے

والد سردار چتر سنگھ صاحب باجوہ کا قادیان میں انتقال

قادیان۔ افسوس قادیان کے ہردلعزیز سیاسی راہنما سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ کے والد بزرگوار سردار چتر سنگھ صاحب باجوہ کا مورخہ ۱۴ جولائی کو قادیان میں انتقال ہو گیا۔ آپ کی عمر ۹۶ سال تھی۔ بڑے شریف النفس صابر و شاکر انسان تھے۔ آپ کی سابق سکونت چک ۲۹ جنوبی سرگودھا (پاکستان) میں تھی۔ تقسیم ملک کے وقت انہیں بھی اپنا آبائی وطن چھوڑ کر ہندوستان آنا پڑا اور سارے پریوار سمیت قادیان میں سکونت اختیار کی۔ سرگودھا ہی میں اس خاندان کے احباب جماعتِ احمدیہ کے ساتھ نہایت درجہ قریبی برادرانہ تعلقات رہے ہیں جن کا تذکرہ محترم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ متعدد مواقع پر بیان کر چکے ہیں۔ آپ ایک خوش قسمت بزرگ تھے جنہوں نے اپنے آبائی وطن ضلع سرگودھا میں بھی خاص عزت و احترام کے دن گزارے اور ترکِ وطن کے بعد بھی قادیان میں اُن کی عزت بڑھتی رہی۔ نہ صرف خود معزز و مکرم رہے بلکہ اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کی علاقہ میں خصوصی عزت و ہردلعزیزی کا مشاہدہ کیا اور اپنی تیسری نسل پوتوں اور پڑنواسوں کو بھی دیکھا۔ احمدیہ جماعت کے ساتھ ہمیشہ محبت و اُلفت کے تعلقات رہے۔ اسی گہرے تعلق کی بناء پر جناب سردار چتر سنگھ صاحب کی وفات کی خبر احمدیہ محلہ میں خاص رنج و الم کے ساتھ سُنی گئی۔ شہر کے کثیر التعداد افراد کے ساتھ احباب جماعت بھی معقول تعداد میں جناب سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ کی کوٹھی (واقع دارالفضل) پر اظہار تعزیت کے لئے جمع ہو گئے۔ اسی طرح انتم سنسکار کے وقت بھی جماعت کے بہت سے احباب موجود تھے۔

اس موقعہ پر ادارہ بدر اور جملہ جماعتِ احمدیہ اس صدمہ پر جناب سردار ست نام سنگھ صاحب سے دلی تعزیت کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ باجوہ پریوار کو اپنے اس بزرگ کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی تمام اعلیٰ خوبیوں کو اپنانے کی توفیق ملے۔

احمدی خاتون و تادیب النساء قادیان

ماہنامہ مصباح کے اجراء سے پہلے قادیان سے ایک رسالہ "احمدی خاتون" اور بعد میں "تادیب النساء" کے نام سے زیرِ ادارت حضرت عرفانی الکبیرؓ مدیر اخبار الحکم کئی سال تک شائع ہوتا رہا ہے جو احمدی خواتین میں دینی رُوح اور اسلامی ذوق پیدا کرنے والا عمدہ اور نایاب تحفہ ہے۔ اس کے چند سات سالہ مکمل اور مجلد سیٹ تیار کئے گئے ہیں۔ یہی سات سالہ سیٹ ربوہ میں ستر (۷۰/-) روپے پر فروخت ہو چکا ہے مگر راستہ مسدود ہو جانے کے باعث اب یہاں کا ہدیہ صرف چالیس روپے فی سیٹ مقرر کیا گیا ہے۔ مزید برآں پہلے دو سالوں کے فائل (جو بہت کم تعداد میں میسّر ہوئے ہیں) چھوڑ کر بقیہ پانچ سالہ سیٹ صرف پچیس ۲۵ روپے میں دیا جائیگا۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ ڈاک چارج بڑھ جانے کی وجہ سے مال بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے کی صورت میں خرچہ کم پڑے گا۔ اس لئے اپنے قریبی ریلوے اسٹیشن کا پتہ خوشخط تحریر فرمایا جائے۔ اسی طرح احمدی بچوں کے رسالہ "المُبشّر" قادیان کے مکمل و مجلد فائل پانچ روپے فی سال کے حساب سے مل سکتے ہیں یہ رسالہ چار سال تک شائع ہوتا رہا ہے اور بچوں کے لئے دینی۔ علمی اور معلوماتی مضامین کا بے نظیر گلدستہ ہے — ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ بکڈپو قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

درخواست ہائے دُعا

(۱) — والدہ عبداللطیف صاحب سندھی قادیان عرصہ دراز سے بیمار چلی آ رہی ہیں اور بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) — مکرم ایم۔ کے۔ محمد بشیر صاحب نیلمبور (مالابار) کا اِس ہفتہ دِل کا اپریشن ہونے والا ہے۔ جملہ بزرگانِ سلسلہ و احبابِ جماعت اپریشن کی کامیابی اور صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دُعا فرماویں۔

(ایڈیٹر بدر)

بہت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16, MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:۔ "Autocentre" فون نمبرز:۔ 23-1652 23-5222

اخبار بدر کی اعانت کرنا ہر احمدی کا قومی فرض ہے (مینجر بدر)